www.urdufans.com

پھندے پر لاش

اشتیاق احمد

www.urdufans.com

نیو پیلس لائبریری
نازھب لاہور۔ فون 844854

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے

محمود، فاروق، فرزانہ

اور

انسپکٹر جمشید سیریز

ناول نمبر 677

پھندے پر لاش

اشتیاق احمد

www.urdufans.com

[illegible]
ماشاء اللہ کتب پیلس
3/443 نیو ٹاؤن شپ لاہور

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور اس وقت سے لے کر قیامت تک جو کچھ ہونا تھا، اس کا ذکر کیا جس نے یاد رکھا اس نے یاد رکھا اور جس نے بھلا دیا وہ بھول گیا۔ میرے ساتھی اس کو جانتے ہیں ان میں سے کوئی چیز ظہور پذیر ہوتی ہے جسے میں بھول چکا ہوتا ہوں تو اس کو دیکھ کر مجھے یاد آجاتا ہے جیسے ایک آدمی کسی آدمی کا چہرہ یاد رکھتا ہے پھر وہ غائب ہو جاتا ہے پھر جب اس کو دیکھتا ہے تو پہچان لیتا ہے۔

مشکوۃ شریف — متفق علیہ

بک پیلس لائبریری
ٹاؤن شپ لاہور فون 844854

www.urdufans.com

دو باتیں

السلام علیکم... میں نے آپ کے لیے ایک بک بنک قائم کیا ہے... میرے اکثر قارئین کو میری لکھی اکثر کتابوں کی تلاش رہتی ہے... وہ اس تلاش کے سلسلے میں نہ جانے کہاں کہاں جاتے ہیں... آتے ہیں... پریشان ہوتے ہیں... میں نے اس کا ایک حل سوچا ہے... ایسے قارئین کی پریشانیوں کا حل ان شاء اللہ یہ بک بنک ثابت ہو گا... آپ کو کوئی بھی پرانی کتاب خریدنا ہو... اس کا نام مجھے لکھ بھیجیں... آپ کو کوئی کتاب فروخت کرنا ہو... مجھے خط لکھیں... اس ناول یا ناولوں کے نام لکھ دیں... ان شاء اللہ ایسے ناول خریدے بھی جائیں گے اور خواہش مند قارئین کو بھجوائے بھی جائیں گے... اس طرح میرے ان گنت ایسے قارئین جو ان گنت ناولوں کو کوشش کے باوجود پڑھ نہیں سکے... پڑھ سکیں گے... یہ بک بنک ایسے قارئین کی خدمت کرے گا... آپ اس بک بنک کی خدمت سے یقیناً خوش ہوں گے... مطمئن ہوں گے اور تعریف کرتے نظر آئیں گے... ان شاء اللہ۔ خط پر پتا یہ لکھیں:

اشتیاق احمد۔ بازار لوہاراں۔ بمقابل صدر فون 614295۔ فون کا وقت دوپہر 2 بجے تا 4 بجے

ان شاء اللہ فوری جواب ملے گا... فوری کارروائی شروع کی جائے گی... آپ آزما کر تو دیکھیں۔ فقط

اشتیاق احمد

نوٹ: عائشہ ضیاء صاحبہ متوجہ ہوں

آپ نے پتا نہیں لکھا، لہٰذا دو باتیں کے ذریعے آپ کو جواب لکھ رہا ہوں... وہ تاریخ ابن خلدون، تاریخ البدایہ والنہایہ اور تاریخ طبری میں پوری صراحت کے ساتھ موجود ہے۔

www.urdufans.com

... آپ کو اس سے کیا

"بیلو! میں ایک شخص کو قتل کرنا چاہتا ہوں..."

"اچھا تو پھر؟"

"میں نے سنا ہے... تم ایک منصوبہ ساز ہو... منصوبے بناتے ہو... جرائم پیشہ لوگ تم سے منصوبے خریدتے ہیں۔"

"یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہو گی۔"

"نہیں... مجھے تمہارے بارے میں ایک مستند آدمی نے بتایا ہے... کہو تو اس کا نام بھی بتا دوں..."

"چلو بتاؤ... دیکھیں تو سہی... وہ کون سورما ہے... جو مجھے اس قسم کے کاموں کا ماہر ثابت کر کے گرفتار کرانے پر تلا ہے۔"

"نہیں! یہ بات نہیں، وہ تمہارا ایجنٹ ہے... اس کے ذریعے لوگ تم سے بات کرتے ہیں۔"

"اوہو... میں نہیں جانتا... ایسا کون شخص اس دنیا میں ہے... میں نے ایسا کوئی کام آج تک نہیں کیا۔"

"بابا بابا... اس نے یہی بتایا تھا۔"

"اس نے یہی بتایا تھا... میں سمجھا نہیں۔"

www.urdufans.com

"یہ کہ میری باتیں سن کر تم شروع میں انجان ہو گے... جیسے اس قسم کا کام تم نے زندگی میں پہلے کبھی نہیں کیا... پھر جب میرا نام اسے بتاؤ گے تو وہ رام ہو جائے گا، لہٰذا تم پہلے اس کا نام سن لو، پھر مجھ سے بحث کرنا، اس کا نام ہے بھوٹو۔"

"اوہ... ارے تو یوں کہو نا... بھوٹو سے ملے ہو تم۔"

"ملا کہاں ہوں... صرف فون پر بات کی ہے میں نے تو۔"

"اچھا خیر... تم کس شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو۔"

"یہ تو نہیں بتاؤں گا۔"

"حد ہو گئی... تب پھر میں منصوبہ کس طرح بنا سکتا ہوں۔"

"پہلے بات پوری سن لو... پھر بتانا... منصوبہ بنا سکتے ہو یا نہیں۔"

"اچھی بات ہے... سناؤ پوری بات۔"

"میں ایک شخص کو بھری محفل میں قتل کرنا چاہتا ہوں.. اور انسپکٹر جمشید کی موجودگی میں ایسا کرنا چاہتا ہوں۔"

"کیا!!!"

"کیوں کیا ہوا... ڈر گئے... حالانکہ تم صرف ایک منصوبہ ساز ہو... قتل تم خود نہیں کرو گے... میں کروں گا... تم تو مجھے صرف وہ منصوبہ بنا کر دو گے کہ میں انسپکٹر جمشید کی موجودگی میں اسے قتل کروں اور وہ میرا سراغ نہ لگا سکے... اور ایسا بھری محفل میں ہو گا... یعنی

وہاں ایک بہت شاندار دعوت دی جا رہی ہے... اس دعوت میں بہت بڑے بڑے لوگ شرکت کر رہے ہیں... وہ شخص بھی وہاں موجود ہو گا... جو میرا شکار بنے گا۔"

"آخر... آخر آپ ایسا کیوں کرنا چاہتے ہیں۔"

"تمہیں اس سے کیا؟"

"جس شخص کو قتل کرنا ہے... اس سے آپ کو کیا دشمنی ہے۔"

"آپ کو اس سے کیا؟"

"حد ہو گئی... یعنی کہ... ہر بات میں آرام سے کہہ دیتے ہیں... آپ کو اس سے کیا۔"

"ہاں! آپ کو اس سے کیا۔"

"اچھی بات ہے... یہ منصوبہ بہت سوچ سمجھ کر بنانا ہو گا... اس کے صرف پانچ لاکھ روپے لوں گا۔"

"پانچ لاکھ روپے... خیر... میں ادا کرنے کے لیے تیار ہوں... تم ادائیگی کا طریقہ بتاؤ... اور منصوبہ کب ملے گا، کیسے ملے گا... یہ بتاؤ..."

اس کے بعد فون پر آوازیں بہت زیادہ آہستہ ہو گئیں۔

"حد ہو گئی... تم تو بالکل عورتوں کی طرح میک اپ کر رہے ہو... ارے بھائی ہم بہت لیٹ ہو جائیں گے اور اگر ابا جان

www.urdufans.com

ہم سے صرف ایک منٹ پہلے کار تک پہنچ گئے ... تو وہ ہمیں ساتھ لیے بغیر چلے جائیں گے... تم جانتے ہی ہو... وہ کس قدر وقت کے پابند ہیں۔" محمود نے جلدی جلدی کہا۔

"بالکل جانتا ہوں... اور تم بھی جانتے ہو... انہوں نے ہمیں تیار ہونے کے لیے پورے تیس منٹ دیے ہیں اور تیس منٹ میں ابھی تین منٹ باقی ہیں ... لہٰذا ان تین میں سے میں صرف دو منٹ اور صرف کروں گا... بقیہ ایک منٹ چھوڑ دوں گا... گاڑی تک جانے کے لیے۔"

"توبہ ہے تم سے... یہ کہنے میں بھی تو ایک منٹ خرچ ہو گیا۔" فرزانہ کی جھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یہ دیکھیں... دلہن کی طرح تو فرزانہ نے میک اپ کیا ہے۔"

"غلط... بالکل غلط... میں نے تو سرے سے میک اپ کیا ہی نہیں... ہاں زرق برق کپڑے ضرور پہنے ہیں... اس لیے کہ سردار جمالی کے ہاں آج کے دن سب لوگ زرق برق کپڑوں میں جائیں گے... یہاں تک کہ آج ابا جان کو بھی ایسا لباس پہننا پڑے گا... یہی نہیں... وہاں تو پروفیسر انکل اور خان رحمان بھی ایسے ہی لباس میں آئیں گے۔"

"دھت تیرے کی... فرزانہ تم سے بھی دو ہاتھ آگے ہے بولنے میں... میں تو چلا کار کی طرف... تاکہ جب ابا جان کار تک

آئیں... میں وہاں موجود ہوں... وہ مجھے دیکھ کر مسکرائیں اور کہیں... بہت خوب... مجھے تم سے یہی امید تھی... کار میں بیٹھو... ان دونوں کو چھوڑو۔"

"ناممکن... پہلے میں کار تک جاؤں گا..."

"جی نہیں... پہلے میں پہنچوں گا... بس میں ذرا انگھا ایک بار اور کر لوں۔"

"پھر تو تم ہو لیے وقت پر تیار۔" محمود ہنسا... اور باہر کی طرف چلا۔

"ان شاء اللہ! تم بس دیکھتے جاؤ۔"

"دیکھتے جانے میں بھی کئی سیکنڈ لگ جائیں گے... میں بھی چلی۔" فرزانہ مسکرائی۔

فاروق نے دونوں کو جاتے دیکھا تو برا سا منہ بنایا... پھر یک دم بائیں باغ کی کھڑکی کی طرف بڑھا... اس نے کھڑکی کھولی... باہر چھلانگ لگائی اور مین گیٹ کے پاس پہنچ گیا... ابھی محمود اور فرزانہ اندر سے نکلے بھی نہیں تھے، اسی وقت دروازہ کھلا اور دونوں باہر نکلے... فاروق کو کار کے پاس دیکھ کر دونوں اچھلے... پھر ان کے منہ بن گئے... عین اسی وقت انسپکٹر جمشید باہر نکل آئے انہیں دیکھ کر وہ دھک سے رہ گئے... وہ بالکل سادہ لباس میں تھے۔

"یہ... یہ کیا ابا جان۔"

"سوال بعد میں... پہلے کار میں۔" وہ فوراً بولے۔

www.urdufans.com

تینوں ایک لمحہ ضائع کیے بغیر کار میں بیٹھ گئے... انسپکٹر جمشید ان سے پہلے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال چکے تھے... دوسرے لمحے کار گیٹ سے تیر کی طرح نکلی اور ہوا ہو گئی... ان کے پیچھے بیگم جمشید نے جب دروازہ بند کیا... تو کار انہیں نظر نہیں آئی تھی...

"ہاں! اب کہو... کیا کہنا چاہتے ہو۔"

"سردار جمالی صاحب کی دعوت میں آج کی تاریخ میں سب لوگ زرق برق لباس میں جاتے ہیں... لیکن آپ بالکل سادہ لباس میں نظر آ رہے ہیں... آپ کو دیکھ کر ان کا منہ بن جائے گا۔"

"ان کا منہ بن جائے... مجھے پروا نہیں ہو گی... قیامت کے دن اگر اللہ تعالیٰ جل شانہٗ اور حضور نبی کریم ﷺ نے منہ بنا لیا تو میرا کیا بنے گا... میں تو کہیں کا نہیں رہ جاؤں گا... میں نے پہننے کے لیے پچھلے سال والا زرق برق لباس نکال لیا تھا... لیکن پھر جب یہ خیال آیا... تو میں نے اسے فوراً واپس رکھ دیا... اور یہ پہن لیا..."

"تب پھر اب وہ لباس تو آپ کے کبھی بھی کام نہیں آئے گا۔"

"میں ان شاء اللہ کل ہی اس کو خیرات کر دوں گا... اس لیے کہ آج وقت نہیں تھا... دعوت میں بہر حال وقت پر پہنچنا ہے۔"

"تب پھر آپ نے یہ بات ہمیں کیوں نہیں بتائی۔"

"وقت جو گزر چکا تھا... لیٹ ہو جاتے۔"

"خیر... آئندہ سال سردار جمالی کی دعوت میں ہم بھی سادہ لباس میں جائیں گے۔"

"بہت خوب!"

اور پھر وہ سردار جمالی کی محل نما کوٹھی کے سامنے پہنچ گئے... پہلے تو انہیں کار پارک کی طرف لے جانے کا اشارہ کیا گیا... وہ کار کو پارک میں لے گئے... وہاں اس کو کھڑا کرنے کے بعد مین گیٹ کی طرف آئے... سب مہمان تیزی سے گیٹ عبور کر کے اندر جا رہے تھے... دروازے پر موجود نگران صرف دعوتی کارڈ ہاتھ میں دیکھ رہے تھے... ہر آدمی کے ہاتھ میں اس کا اپنا کارڈ تھا... یعنی جتنے آدمیوں کو دعوت دی گئی... اتنے ہی کارڈ جاری کیے گئے تھے... تاکہ اندر داخل ہونے میں وقت نہ ضائع ہو... کارڈ بھی ایسے تھے کہ ان کی نقل تیار کرانا آسان کام نہیں تھا... اس لیے کسی غلط آدمی کے اندر داخل ہونے کا امکان ہی نہیں تھا..

دعوت کی تیاری سے پہلے انسپکٹر جمشید اور وہ تینوں ایک ضروری کام میں الجھے رہے تھے... اس لیے خان رحمان اور پروفیسر داؤد کے ساتھ آنے کا پروگرام نہیں بن سکا تھا...

وہ جب گیٹ کے نزدیک پہنچے تو اندر داخل ہونے کا وقت ختم ہونے میں صرف نصف منٹ باقی تھا... محمود، فاروق اور فرزانہ جب گزر گئے اور انسپکٹر جمشید گزرنے لگے تو نگرانوں کے

www.urdufans.com

منہ سے مارے حیرت کے نکلا۔

"یہ... یہ... یہ کیا... آپ کا لباس۔"

"اندر آکر بات کر لیں... کیونکہ گیٹ تو آپ بند کرنے والے ہیں۔" انسپکٹر جمشید نے کہا اور اندر داخل ہو گئے... نگران ان کی طرف لپکا۔

"نہیں جناب! آپ نہیں جا سکتے۔"

"کیوں نہیں جا سکتے..."

"ارے جمشید... یہ تم... کیسے لباس میں یہاں آ گئے۔" انہوں نے خان رحمان کی آواز سنی... شاید محمود، فاروق اور فرزانہ کو دیکھ کر گیٹ کی طرف لپک آئے تھے...

"گیٹ بند کر دیا جائے... آنے کا وقت ختم۔" سپیکر پر آواز ابھری۔

فوراً گیٹ بند ہو گیا۔

"سردار صاحب اعتراض کریں گے جناب... آپ میرے ساتھ آئیں... میں آپ کو بغلی دروازے سے نکال دیتا ہوں۔" نگران نے بوکھلا کر کہا۔

"نہیں... میں واپس نہیں جاؤں گا... آج کی دعوت میں شرکت کروں گا اور اسی لباس میں کروں گا۔"

"سب لوگ موجود ہوں گے... سب آپ کو گھوریں گے۔" نگران بولا۔

"کس کی مجال ہے... جو میرے دوست کو گھورے... ارے ہائیں... جمشید... یہ تم کیسے لباس میں آ گئے۔" پروفیسر داؤد کی بوکھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یہاں یہی مسئلہ درپیش ہے... نگران صاحب چاہتے ہیں، یہ واپس لوٹ جائیں... کیونکہ یہ سادہ لباس میں آ گئے ہیں۔" خان رحمان نے گھبرا کر کہا۔

"حضرات! آپ کون لوگ ہیں جو دروازے پر کھڑے ہیں... اس وقت تک آپ لوگوں کو اپنی سیٹوں پر ہونا چاہیے تھا... دیکھ لیجیے... کیا آپ کے علاوہ کوئی اور ایسا ہے... جو سیٹ پر نہیں ہے۔"

انہوں نے ان کی طرف دیکھا... بہت گھنی گھاس پر بچھائی گئی قیمتی کرسیاں... اور ان پر بیٹھے زرق برق لباسوں میں انسان عجیب و غریب لگ رہے تھے اور واقعی سب لوگ بیٹھ چکے تھے سوائے ان کے۔

"اب آپ بتائیں... سب لوگ ہمیں دیکھ رہے ہیں اور آپ ہیں کہ ہمیں یہاں روک لیا ہے..." انسپکٹر جمشید نے نگران کی طرف دیکھا... اس کے چہرے پر گھبراہٹ ہی گھبراہٹ تھی۔

"مم... میں کیا کہوں... میں کیا کروں... باقی حضرات تو چلیں نا..." اس نے فوراً کہا۔

"نہیں! ہم جائیں گے تو ساتھ جائیں گے... ورنہ سب

www.urdufans.com

باہر جائیں گے۔" پروفیسر بولے۔

"ہاں! کوئی وجہ تو ہو گی... کہ انسپکٹر جمشید اس لباس میں آیا ہے۔" خان رحمان نے کہا۔

"بالکل... بہت بڑی وجہ ہے۔"

ایسے میں انہوں نے ایک لمبے چوڑے صحت مند انسان کو اپنی طرف آتے دیکھا... اس کے چہرے پر غصہ تھا... ویسے بھی وہ سرخ و سفید رنگ کا تھا... غصے میں اس کا رنگ اور چمکنے لگا... اس وقت رات کے نو بج رہے تھے... اور پورا ان قلعی کے بلبوں سے جگ مگ جگ مگ کر رہا تھا... جونہی وہ نزدیک آئے... حیران ہو کر بولے:

"یہ... انسپکٹر جمشید... یہ کیا... آپ یہاں اس لباس میں آئے ہیں۔"

"میں نے پہننے کے لیے آپ کے والا لباس نکال لیا تھا کہ اچانک مجھے نبی کریم ﷺ کا طریقہ یاد آگیا... آپ ﷺ نے کبھی بھی ایسا لباس زیب تن نہیں فرمایا... آپ ﷺ نے ہمیشہ سادہ لباس پہنا... میں نے سوچا... اگر میرا لباس دیکھ کر سردار جمالی صاحب نے برا سا منہ بنایا تو کوئی بات نہیں... باقی مہمانوں نے برا مانا تب بھی خیر ہے... لیکن زرق برق لباس پہننے پر اگر اللہ تعالیٰ ناراض ہو گئے... ان کے رسول ﷺ ناراض ہو گئے تو کیا بنے گا... میرے پلے کیا رہ جائے گا... بس یہ سوچ کر میں نے اس لباس کو

واپس رکھ دیا اور یہ پہن لیا... اب آپ کہتے ہیں تو میں واپس چلا جاتا ہوں... دعوت میں اگر میں شرکت کروں گا تو اسی لباس میں۔"

ان کے خاموش ہونے سے پہلے ہی وہاں سکتہ طاری ہو چکا تھا... وہ سب بتوں کی طرح کھڑے تھے... آخر سردار جمالی کی آواز ابھری:

"نہیں انسپکٹر جمشید... آپ نے تو ہم سب کی آنکھیں کھول دیں... ان لباسوں میں میرے ہاں یہ آخری دعوت ہے... اگلے سال کارڈوں پر درج ہو گا... سادہ سے سادہ لباسوں میں آئیں۔"

"کیا... کیا واقعی۔" وہ خوش ہو گئے۔

"ہاں! واقعی... اب آیئے... چلیں۔"

وہ کرسیوں کی طرف چل پڑے... جب نزدیک پہنچے تو باقی لوگوں نے بھی انسپکٹر جمشید کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا... اور کئی تو پکار اٹھے۔

"یہ... یہ کیا سردار صاحب... آپ کے یہ مہمان کیسے لباس میں آئے ہیں... ہمارے درمیان کس قدر عجیب لگ رہے ہیں۔"

"مجھے بھی آپ لوگ اتنے ہی عجیب لگ رہے ہیں۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

www.urdufans.com

"کیا... کیا مطلب؟"

اب پھر انہیں وضاحت کرنا پڑی... سب کے چہرے جھک گئے... پھر کئی آوازیں ابھریں:

"اچھا فیصلہ ہے یہ... بہت اچھا۔"

"تو پھر ہم دعوت شروع کرتے ہیں... آج ان حضرات کی وجہ سے تین منٹ لیٹ ہو گئے۔"

"کوئی بات نہیں... کوئی بات نہیں۔" کئی لوگ چلا اٹھے۔

ابھی کھانا شروع ہی ہوا تھا کہ لان میں ایک دل دوز چیخ ابھری... چیخ کے ساتھ ہی کوئی بری طرح اچھلا... اور کھانے کی میز پر اوندھا گر گیا...

سب لوگ چونک کر کھڑے ہو گئے... بے تحاشہ آوازیں ابھریں۔

"کیا ہوا... کیا ہوا۔"

☆☆☆

پھندہ

انسپکٹر جمشید کے علاوہ سب لوگ اس کی طرف متوجہ ہو گئے تھے... جب کہ وہ تمام مہمانوں کو غور دیکھ رہے تھے... لیکن سب کے سب اسی کی طرف دیکھتے یا دوڑتے نظر آئے... آخر انہیں بھی اس طرف چلنا پڑا...

"ایک منٹ... آپ لوگ مجھے ایک نظر انہیں دیکھ لینے دیں..." وہ بلند آواز میں بولے۔

اور پھر انہیں راستہ دے دیا گیا... جونہی وہ اس شخص کے نزدیک پہنچے... انہیں معلوم ہو گیا کہ وہ مر چکا ہے۔

"کیا یہاں مہمانوں میں کوئی ڈاکٹر بھی ہیں۔"

"ہاں کیوں نہیں... میرے فیملی ڈاکٹر شاکر یہاں موجود ہیں۔"

"ڈاکٹر صاحب... آپ کہاں ہیں۔"

"میں یہیں ہوں۔" مجمعے میں سے آواز آئی۔

"آگے آکر ذرا دیکھ لیں... ویسے تو میرا خیال ہے... یہ ختم ہو چکے ہیں۔"

www.urdufans.com

"کیا... نہیں۔" سردار جمالی پوری قوت سے چلائے۔

اتنے میں ڈاکٹر صاحب آگے آگئے...

"ڈاکٹر صاحب ذرا احتیاط سے... آپ صرف نبض چیک کریں... اور کسی چیز کو ہاتھ نہ لگائیں... ادھر ادھر نہ کریں۔"

"آپ کون ہیں؟" ڈاکٹر نے برا سا منہ بنایا۔

"آپ انہیں نہیں جانتے... کمال ہے... یہ انسپکٹر جمشید ہیں۔" خان رحمان نے منہ بنایا۔

"اوہو... اچھا... تب تو انہوں نے مجھے درست ہدایت دی۔" وہ مسکرائے۔

پھر نبض پر ہاتھ رکھ دیا... آخر وہ بولے۔

"یہ صاحب مر چکے ہیں۔"

"انا للہ وانا الیہ راجعون۔" انسپکٹر جمشید اور ان کے سب ساتھی بولے۔

"یہ ہیں کون۔" کسی طرف سے آواز سنائی دی۔

"یہ... یہ باہر صدانی ہیں... میرے نزدیک ترین دوست... میرے کاروباری ساتھی..." سردار جمالی نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"کیا کہا آپ نے... آپ کے کاروباری ساتھی۔"

"ہاں! میں نے اور انہوں نے بہت عرصہ پہلے شراکت میں کاروبار کیا تھا... آج ہم ملک میں بہت بڑے کاروبار کے مالک

ہیں... اور برادر کے حصے دار..."

"تب یہ بات آپ کے لیے حد درجہ خطرناک ہے۔" فاروق بول پڑا۔

"کیا مطلب؟" سردار جمالی بری طرح اچھلے۔

خان رحمان اور پروفیسر داؤد نے بمشکل سے اپنی مسکراہٹیں روکیں... اس لیے کہ وہ ایک لاش کے پاس کھڑے تھے۔

"ہو سکتا ہے... یہ قدرتی موت مرے ہوں... شاید ہارٹ فیل ہوا ہو... کوئی اور وجہ بھی ہو سکتی ہے... لیکن زیادہ امکان اس بات کا ہے کہ۔" فاروق کہتے کہتے رک گیا۔

محمود اور فرزانہ نے برا سا منہ بنا کر انسپکٹر جمشید کی طرف دیکھا جیسے کہہ رہے ہوں:

"آپ دیکھ رہے ہیں... آپ کی موجودگی میں فاروق بول رہا ہے۔"

انہوں نے ان کی نظروں کا مطلب سمجھ لیا... لیکن جواب میں مسکرا دیے جیسے کہہ رہے ہوں۔

"مجھے فاروق کی بات بری نہیں لگی... بولنے دو اسے۔"

"آپ کہتے کہتے رک کیوں گئے جناب..." ایک مہمان نے منہ بنا کر کہا۔

"اوہ ہاں... پتا نہیں... میں کیوں رک گیا... خیر... اب جملہ مکمل کرتا ہوں... زیادہ تر امکان اس بات کا ہے کہ انہیں قتل

www.urdufans.com

کیا گیا ہے۔"

"کک... کیا... نہیں... نہیں۔"

بے تحاشہ آوازیں گونج اٹھیں...

"میرا بھی یہی خیال ہے... بلکہ مجھے تو یقین ہے... انہیں قتل کیا گیا ہے... کیا نام بتایا آپ نے اپنے کاروباری شریک کا۔"

"بابر صمدانی۔" وہ کھوئے کھوئے انداز میں بولے۔

"کیا ان کے ساتھ ان کے گھر کا کوئی اور فرد بھی یہاں ہے؟"

"نہیں... یہ اپنی بیگم کو ایسی دعوتوں میں نہیں لاتے۔"

"اور بچوں کو۔"

"بچے ان کے ہیں ہی نہیں... ان کی کوئی اولاد نہیں ہے۔"

"اوہ... اوہ..." ان کے منہ سے نکلا۔

"اگر آپ لوگ کچھ پیچھے ہٹ جائیں تو میں لاش کا معائنہ کر سکتا ہوں... خود... تم اکرام کو فون کرو... سردار صاحب آپ دروازے پر موجود نگرانوں کو ہدایات دیں... میرے ماتحت آنے والے ہیں... انہیں اندر آنے دیں... دوسری بات وہ کسی کو بھی باہر ہرگز نہ جانے دیں۔"

"کیا مطلب؟" مہمان چلائے۔

"مہمانوں میں سے ایک قاتل ہے۔"

"نہیں نہیں... یہ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں۔"

"ابھی ہمیں یہ معلوم نہیں کہ موت کیسے واقع ہوئی ہے.. لیکن امکان اس بات کا ہے کہ زہر سے ہوئی ہے۔"

"ارے باپ رے..." سردار جمالی اچھل پڑے... ان کا رنگ اڑ گیا۔

"ہاں! آپ ٹھیک سمجھے... اگر ان کی موت زہر سے ہوئی ہے... تو سب سے زیادہ شک کی زد میں آپ آئیں گے... کیونکہ کھانا آپ کے ہاں تیار کیا گیا ہے۔"

"نہیں... کھانا راہ راست کا خان ہوٹل سے آیا ہے... اسی ہوٹل کے ہیرے اندر موجود ہیں..."

"تم تینوں ادھر آؤ۔"

اچانک انہوں نے ان سے کہا اور انہیں کچھ دور لے گئے.. پھر دبی آواز میں بولے۔

"اس سے پہلے کہ ان کی بیگم کو اس واقعے کا پتا چلے... تم ان کے پاس پہنچ جاؤ..."

"جی اچھا... لیکن پتا؟"

"ایک منٹ۔"

وہ لپکے اور سردار جمالی کو وہاں لے آئے۔

"بابر صمدانی کا پتا۔"

"90 گارڈن روڈ۔"

www.urdufans.com

"انہیں باہر جانا ہے... مگر انوں کو بتائیں۔"

"اچھا... لیکن یہ کیا ہو رہا ہے... میں بہت پریشان ہوں۔"

"آپ کی پریشانی جا ہے... لیکن ابھی ہمیں کوئی اندازہ نہیں... ابھی تو ہم اندر آئے ہی تھے کہ یاد واقعہ ہو گیا۔"

"اللہ اپنا رحم فرمائے۔ آپ میرے ساتھ آئیں۔"

وہ ان تینوں کو دروازے کی طرف لے چلے... پھر انہیں باہر نکلوا کر مگر انوں سے بولے۔

"انسپکٹر جمشید کے ماتحت آنے والے ہیں... انہیں اندر آنے دینا... اور باہر کوئی نہ جانے پائے۔"

"یس سر... لیکن سر... یہ کیا ہوا؟"

"ابھی مجھے بھی نہیں معلوم۔" انہوں نے کہا اور مہمانوں کی طرف چل پڑے۔

انسپکٹر جمشید اب لاش کی نزدیک آئے... انہوں نے پہلے تو اچھی طرح لاش کا اور آس پاس کی چیزوں کا جائزہ لیا... پھر نرمی سے ان کا سر اٹھا کر چہرہ دیکھنے کی کوشش کی...

وہ سکتے میں آ گئے... چہرہ بالکل نیلا ہو چکا تھا...

"موت زہر سے ہوئی ہے... کوئی بہت تیز اثر زہر تھا... پورا چہرہ نیلا ہو گیا ہے۔"

"اوہو اچھا۔" ڈاکٹر شاکر کی آواز سنائی دی... پھر وہ

نزدیک آ گئے۔

"کیا میں ان کا چہرہ دیکھ سکتا ہوں۔"

"ہاں ضرور... کیوں نہیں۔"

انہوں نے سر اٹھا کر انہیں بھی چہرہ دکھایا... ڈاکٹر صاحب بھی کانپ گئے...

"یہ تو ایسا لگتا تھا جیسے انہیں پھنیر سانپ والا زہر دیا گیا ہے... اس قدر نیلا چہرہ تو اسی سانپ کے کاٹے سے ہو سکتا ہے۔"

"کیا پھنیر سانپ کا زہر بازار سے مل جاتا ہے۔" انسپکٹر جمشید کے لہجے میں حیرت تھی۔

"جی نہیں... لیکن پنساریوں کے پاس ہوتا ہے... اور اس کے علاوہ۔" ڈاکٹر کہتے کہتے رک گیا۔

"اس کے علاوہ کیا؟"

"اس کے علاوہ... یہ زہر سپیروں کے پاس بھی تو ہوتا ہے... کوئی دوا بنانے کا بہانہ کر کے ان سے خریدا جا سکتا ہے..."

"ہوں... لیکن کھانا راہ راست ہوٹل سے آیا تھا۔" انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"معاف کیجئے گا جناب... کھانا تو ابھی شروع ہی نہیں ہوا تھا..." ایک مہمان نے کہا۔

"اوہ ہاں واقعی... لیکن ہم نے اب تک یہ خیال کیا ہے کہ میز پر رکھی کھانے کی چیزوں میں سے شاید کوئی چیز اٹھا کر انہوں

www.urdufans.com

نے منہ میں ڈال لی ہو۔"

"ایسا بھی نہیں ہوا۔" اس مہمان نے کہا۔

"کیا مطلب۔" انسپکٹر جمشید نے چونک کر ان کی طرف دیکھا۔

"انہوں نے میز سے اٹھا کر کوئی چیز نہیں کھائی تھی۔"

"آپ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں اور آپ کون ہیں۔"

"میں بھی سردار صاحب کا ایک دوست ہوں... اور ظاہر ہے... اس دعوت میں ان کے دوست ہی آئے ہوئے ہیں..."

"ہاں! یہ تو ٹھیک ہے... لیکن آپ نے بتایا نہیں... آپ یہ بات کس طرح کہہ سکتے ہیں۔"

"اس طرح کہ میں ان کے بالکل سامنے اسی میز پر بیٹھا تھا۔"

"اوہ... اوہ... آپ کا نام۔"

"دل شاد خان۔" وہ بولے۔

"گویا آپ اس بات کے گواہ ہیں کہ انہوں نے میز سے کھانے کی کوئی چیز اٹھا کر نہیں کھائی۔"

"جی نہیں... بالکل نہیں۔"

"اور پانی..."

"پانی بھی نہیں پیا... پانی کے گلاس میزوں پر یوں بھی خالی رکھے ہیں... جگوں میں پانی ہے... اس میز کا جگ پورا بھرا ہوا ہے

آپ دیکھ سکتے ہیں۔" دل شاد نے جلدی جلدی کہا۔

"ہاں! اس کا مطلب ہے.. انہوں نے نہ کوئی چیز کھائی نہ پی.. اب سوال یہ ہے کہ انہیں زہر کیسے دیا گیا.." انسپکٹر جمشید نے کہا

"یہ جاننا آپ کا کام ہے۔" دل شاد بولا۔

"جی ہاں بالکل... اور ہم ان شاء اللہ جان لیں گے..." انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

پھر اکرام اپنے ماتحتوں کے ساتھ وہاں پہنچ گیا... سب لوگ اس دوران ہوں کی طرح بیٹھے رہے تھے... کسی نے کھانے کی چیزوں کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا تھا، ان حالات میں کوئی کیسے کھا سکتا تھا...

"اف مالک... یہ کیسے ہوا۔" اکرام کانپ گیا۔

"ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا اکرام... پہلے اس حالت میں تصاویر لے لو... تمہارے انتظار میں میں نے لاش کو ہٹایا نہیں پہلو بھی نہیں بدلا... صرف سر ذرا سا اٹھا کر چہرہ دیکھا تھا... چہرہ بالکل نیلا ہو چکا ہے۔"

"زہر؟" اکرام نے کہا۔

"ہاں! اس کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے۔"

لاش کی تصاویر لی گئیں... پھر لاش کو میز سے اٹھا کر گھاس پر لٹایا گیا... ایسے میں انسپکٹر جمشید نے لاش کی مٹھی میں دبی ایک چیز دیکھی... ان کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔

www.urdufans.com

... پھر لاش

محمود نے گھنٹی کا بٹن دبایا، کوٹھی کے اندر دور کہیں گھنٹی بجی... کوٹھی کافی بڑی اور خوب صورت تھی، دیواروں پر پھول دار درختوں کی شاخیں لہلہا رہی تھیں... دو منٹ بعد ایک ملازم نے دروازہ کھولا:

"جی فرمایئے..."

"یہ بابر صدانی کی کوٹھی ہے نا۔"

"جی... بالکل۔" ملازم نے کہا۔

"ہمیں بیگم صاحب سے ملنا ہے..."

"کیوں... میرا مطلب ہے... کیوں ملنا ہے... کوئی چندہ وندہ جمع کر رہے ہیں کیا۔"

"جی نہیں... اللہ کی مہربانی سے ہم لوگ تو چندہ دینے والوں میں سے ہیں۔"

"کیا بتاؤں جا کر۔"

"انہیں بتائیں... محمود، فاروق اور فرزانہ آئے ہیں۔"

"کیا وہ آپ کو جانتی ہیں۔"

"پتا نہیں... کہہ دیجیے گا... محکمہ سراغرسانی سے تعلق ہے ہمارا۔"

"اوہو اچھا۔" اس کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا۔

پھر اس نے جانے میں دیر نہ لگائی... جلد ہی وہ واپس آیا اور بولا۔

"آیئے جناب! میں آپ کو ڈرائنگ روم میں بٹھا دیتا ہوں... وہ ابھی آتی ہیں۔"

"اچھی بات ہے۔"

ملازم انہیں ڈرائنگ روم میں پہنچا کر چلا گیا... انہوں نے دیکھا... ڈرائنگ روم کی ہر چیز حد درجے قیمتی تھی... دیواروں پر بڑے بڑے فریموں والی تصاویر لگی ہوئی تھیں... یہ تصاویر تمام کی تمام تاریخی شخصیات کی تھیں... ایسے لوگوں کی جنہوں نے بڑے بڑے کارنامے انجام دیے تھے... مثلاً ان میں ٹیپو سلطان کی تصویر تھی... جس نے انگریزوں کے چھکے چھڑا دیے تھے... اس قسم کے دوسرے بہادروں کی تصاویر بھی تھیں...

وہ ان تصاویر میں غرق تھے کہ قدموں کی آواز سنائی دی... نظریں اٹھائیں تو ایک تیس سال کی عمر کے قریب عورت اندر داخل ہو رہی تھیں... وہ اٹھ کر کھڑے ہو گئے...

"تشریف رکھیے... میں یہ جان کر حیرت زدہ رہ گئی کہ انسپکٹر جمشید کے بچے میرے گھر آئے ہیں... آپ لوگوں کا کسی کے

www.urdufans.com

گھر میں آنا پریشان کن محسوس ہوتا ہے... کیا خیال ہے آپ کا۔"

"جی ہاں! یہ تو ہے۔"

"تو پھر جلدی سے بتا دیں... آپ کس لیے آئے ہیں... میں گھبراہٹ محسوس کر رہی ہوں۔"

"بابر صمدانی کہاں ہیں؟"

"تو کیا آپ ان سے ملنے کے لیے آئے ہیں۔"

"نہیں... ملنا تو ہمیں آپ سے تھا... تاہم ذرا مہربانی فرما کر بتا دیں... وہ کہاں ہیں۔"

"آج سردار جمالی کے ہاں سالانہ دعوت ہے... سردار جمالی ان کے قریبی دوست ہی نہیں، کاروباری ساتھی بھی ہیں... لہٰذا وہ اس دعوت میں گئے ہیں۔"

"بہت خوب! جب وہ یہاں سے گئے تھے... تو کیا اس وقت خوش و خرم تھے۔"

"جی... جی ہاں بالکل۔ لیکن آپ یہ کیوں پوچھ رہے ہیں۔" انہوں نے چونک کر کہا۔

"آپ کا نام۔"

"عابدہ خانم۔" اس نے بتایا۔

"شکریہ... محترمہ... ان کا اور سردار جمالی کا آپس میں کوئی کاروباری جھگڑا تو نہیں ہے۔"

"آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں... ان کے درمیان بھی

کوئی جھگڑا نہیں ہوا۔" انہوں نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"کیا ان کا کوئی دشمن ہے؟"

"بات کیا ہے... آپ بہت عجیب عجیب سوالات کر رہے ہیں۔"

"آپ نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔"

وہ سوچ میں ڈوب گئیں... پھر بولیں۔

"ان کا ایک دشمن ہے تو سہی۔"

"کیا مطلب... کون ہے وہ۔"

"یہ تو میں نہیں جانتی... وہ کون ہے... لیکن اکثر وہ انہیں فون پر دھمکیاں دیتا ہے... انہوں نے پولیس اسٹیشن اس کے خلاف رپورٹ بھی درج کرائی تھی اور ٹیلی فون ایکسچینج سے بھی رابطہ کیا تھا..."

"تب پھر اس کا کیا نتیجہ نکلا؟"

"کوئی نہیں، اس کا سراغ نہیں لگا... نہ پولیس لگا سکی... نہ فون والے، دراصل وہ کسی پبلک فون بوتھ سے فون کرتا رہا ہے۔"

"وہ فون پر کیا کہتا ہے۔"

"بس یہ کہ میں تمہیں جان سے مار ڈالوں گا۔"

"اوہ نہیں۔" محمود نے خوفزدہ انداز میں کہا۔

"کیوں... کیا بات ہے۔"

www.urdufans.com

"کیا آپ نے کبھی اس کی آواز سنی ہے..."

"ہاں! کئی بار... کیونکہ جب وہ فون کرتا ہے اور وہ گھر میں ادھر ادھر ہوں تو میں ریسیور اٹھا لیتی ہوں... اس طرح میں کئی بار اس کی آواز سن چکی ہوں۔"

"اگر آپ اس آواز کو کہیں سنیں تو پہچان لیں گی۔"

"ہاں! کیوں نہیں۔"

عین اس لمحے دروازے کی گھنٹی بجی... انہوں نے چونک کر ان کی طرف دیکھا... پھر بولیں۔

"بھائی جان آئے ہیں... ایک منٹ میں ابھی آتی ہوں۔"

"بھائی جان... کیا مطلب..."

"میرے چھوٹے بھائی... یہ گھنٹی جانے کا انداز ان کا ہے۔"

"اوہ اچھا۔" محمود نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

وہ چلی گئیں تو فاروق نے کہا۔

"تمہیں کیا ہوا۔"

"ذرا سوچو... باہر صمدانی کی کوئی اولاد نہیں ہے... اب ساری دولت کی مالک ان کی بیوی ہے... تو کیا بہن کی ساری دولت پر اس کا بھائی عیش نہیں کرے گا۔"

اوہ... اوہ... اوہ۔" ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

"اور یہ دیکھو... یہ تمام تصاویر ایسے نامور لوگوں کی

ہیں... جنہوں نے دشمنوں کے دانت کھٹے کر دیے..."

"یہ کیا بات ہوئی... یہ تصاویر تو باہر صمدانی کے گھر میں لگی ہوئی ہیں... نہ کہ اس خاتون کے گھر میں۔"

"اس خاتون کا بھائی... یہاں اپنی مرضی ضرور چلاتا ہوگا۔"

عین اس وقت قدموں کی آواز ابھری... وہ عورت ایک نوجوان کے ساتھ اندر داخل ہوئی۔

"یہ ہیں وہ حضرات۔"

"آپ کس سلسلے میں آئے ہیں۔"

"تفتیش کے سلسلے میں۔"

"کیسی تفتیش... کیا بھائی جان کو دھمکیاں دینے والا معاملہ آپ تک پہنچ گیا ہے؟"

"نہیں... ہم تک ایک دوسرا معاملہ پہنچا ہے۔"

"دوسرا معاملہ... کیا مطلب؟" اس نے چونک کر کہا۔

"آپ آج وہاں دعوت میں نہیں گئے۔" فرزانہ نے پوچھا۔

"آپ کا مطلب ہے... سردار جمالی کے ہاں... وہ بھائی جان کے دوست ہیں... میرے نہیں..." اس نے برا سا منہ بنایا۔

"آپ کا نام جناب؟"

"میرا نام عابد میاں ہے... اور یہ عابدہ ہیں۔" اس نے

www.urdufans.com

تعارف کرایا۔

"ہم آپ کو ایک بہت افسوس ناک اور غمگین خبر سنانے کی معافی چاہتے ہیں۔"

"کیا مطلب... افسوس ناک اور غمگین خبر..." دونوں ایک ساتھ بولے۔

"ہاں! حد درجے افسوس ناک اور غمگین خبر۔"

"جلدی بتائیں... کیا بات ہے..."

"بابر صمدانی کو سردار جمالی کی دعوت میں زہر دے دیا گیا ہے۔"

"کیا!!!" دونوں چیخے۔

ان تینوں کو بہت حیرت ہوئی... کیونکہ یہ چیخیں تکلیف دہ چیخیں ہرگز نہیں تھیں... ان چیخوں سے تو خوشی ٹپک رہی تھی... تاہم ظاہر میں وہ خوش نظر نہیں آرہے تھے... ان کے چہروں سے غم ٹپکتا دکھائی دے رہا تھا...

"آپ نے یہ نہیں پوچھا... وہ بچ گئے ہیں... یا دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں..."

"اوہ... اوہ... ہاں واقعی... وہ بچ تو گئے نا۔" عابد نے فوراً کہا... یہ کہتے وقت وہ فکر مند سا ہو گیا۔ عابدہ بھی فکر مند ان کی طرف دیکھنے لگی۔

"آپ کو یہ جان کر خوشی ہو گی کہ..." فرزانہ رک گئی..

انہوں نے صاف دیکھا... ان کے رنگ اڑ گئے... گویا بابر صمدانی کے بچ جانے کی خبر ان کے لیے وحشت ناک تھی

"آپ پھر رک گئے۔" عابدہ نے مشکل سے کہا۔

"آپ کو یہ جان کر خوشی ہو گی کہ وہ مر چکے ہیں۔"

"نہیں..." وہ مارے خوشی کے چلائے۔ پھر اچانک انہیں محسوس ہوا... کہ یہ انہوں نے کیا ظاہر کر دیا... انہیں تو صدمہ ظاہر کرنا تھا... لہٰذا فوراً ہی ان کے چہروں پر غم نظر آنے لگا... لیکن آنسوؤں کا دور دور پتا نہ تھا... اگر انہیں واقعی صدمہ ہوتا تو دو چار آنسو تو ضرور ہی آجاتے... ایسے میں عابد نے جھلا کر کہا۔

"آپ نے کیا جملہ کہا... ہمیں یہ سن کر خوشی ہو گی... اپنے قریبی عزیز کی موت کی خبر سن کر کوئی بھلا خوش بھی ہوتا ہے۔"

"ہاں! اب اس دنیا میں ایسا عام ہوتا ہے۔" محمود نے دکھ بھرے لہجے میں کہا۔

"چلو عابد... ہمیں وہاں جانا ہے..."

اب ہم چلتے ہیں۔"

انہوں نے کوئی جواب نہ دیا... وہ اٹھ کر باہر نکل آئے۔

"یہی بابر صمدانی کے قاتل ہیں... یہ کام انہوں نے کرائے کے قاتل سے کرایا ہے... اب بابر صمدانی کی ساری دولت

www.urdufans.com

کے مالک ہیں... اور خاص طور پر عابد کی تو عیش ہو جائے گی... اصل مالک تو اب وہ ہو گا سارے کاروبار کا۔"

"اس میں شک نہیں، ان کے چہروں سے یہی ظاہر ہو رہا تھا... پھر اب کیا پروگرام ہے۔"

"سردار جمالی کے ہاں جانے کی فی الحال کوئی ضرورت نہیں... اس لیے کہ وہاں تو اب معمول کی کارروائی ہو گی اور اس کارروائی کے لیے وہاں ابا جان موجود ہیں... لہٰذا ہم ذرا ایک چکر ہوٹل کا خان کا لگاتے ہیں۔"

"اس لیے کہ کھانا وہاں سے آیا تھا۔" فاروق نے کہا۔

"بالکل۔" فرزانہ نورا بولی۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں، لیکن اس وقت دلچسپی سردار صاحب کی کوٹھی میں جانے میں محسوس ہوتی ہے، کیونکہ وہاں قاتل موجود ہے۔"

"بعض ہم ہوٹل کا خان سے ہو کر وہیں جائیں گے... اور وہاں لوگ اتنی جلدی فارغ نہیں ہو جائیں گے۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"تو اس میں اس قدر برا منہ بنانے کی کیا ضرورت ہے۔"

"تو پھر محمود... فاروق کو کتنا منہ بنانے کی ضرورت ہے... تم اسے بتا دو... تاکہ یہ اس اتنا ہی برا منہ بنائے۔" فرزانہ نے شریر انداز میں کہا۔

"خدا کا شکر ہے..." فاروق نے پرسکون انداز میں کہا۔

"یہ تم نے کس بات میں خدا کا شکر ادا کیا۔" محمود کے لہجے میں حیرت تھی۔

"یوں تو ہر حال میں خدا کا شکر بجا لانا چاہیے... لیکن اس وقت میں نے اس بات پر ادا کیا کہ آج مذاق کی بات میں نے نہیں تم نے شروع کی... کم از کم تم مجھے الزام نہیں دے سکو گے۔"

"توبہ ہے تم سے..." فرزانہ جل گئی۔

"لو سنو محمود... مجھ سے توبہ بھی ہونے لگی... تھوڑی دیر بعد یہ کہے گی... تم سے کون منہ مارے... پھر کہے گی... حد ہو گئی... ہے کوئی تک اس بات کی۔"

"اب یہ بے چاری کہا کہے گی... جو اسے کہنا تھا... وہ تم نے خود کہہ دیا۔" محمود بے چارگی کے عالم میں بولا۔

فاروق مسکرا دیا... فرزانہ منہ بنا کر رہ گئی... اور پھر وہ ہوٹل میں داخل ہوئے... اس ہوٹل میں وہ پہلے کبھی نہیں آئے تھے... لہٰذا سیدھے کاؤنٹر پر پہنچے... اپنے کارڈ دکھا کر محمود نے کہا۔

"ہمیں ہوٹل کے منیجر سے ملنا ہے۔"

"وہ تو اس وقت سردار جمالی کی کوٹھی میں ہیں... جمالی صاحب نے اپنے دوستوں کو دعوت دی ہوئی ہے... اور وہاں دعوت کا انتظام منیجر صاحب کے ذمے ہے... ان کے ساتھ بہت سا عملہ بھی ہے..."

"کھانا یہاں تیار کیا تھا یا وہیں۔"

"جی... وہیں... کوٹھی کے عقب میں ایک میدان ہے... اس میدان پر قناتیں لگائی گئی ہیں... کھانا وہاں تیار کرایا گیا ہے... منیجر صاحب تو آپ کو وہاں ملیں گے... ویسے کوئی خدمت ہو تو بتائیں۔"

"نہیں شکریہ... ہم وہیں ان سے مل لیں گے۔"

یہ کہہ کر وہ باہر آگئے... فاروق نے برا سا منہ بنایا۔

"میرا خیال ہے... ہم غلط رخ سے سوچ رہے ہیں۔" فرزانہ کی آواز سنائی دی۔

"تمہارے علاوہ درست رخ سے سوچ بھی کون سکتا ہے۔" فاروق پٹ سے بولا۔

"بھئی پہلے سن تو لو... وہ بات کس رخ سے کرنا چاہتی ہے۔" محمود نے اسے گھورا۔

"وہ تو مجبوری ہے... سننا پڑے گی بات تو... چلو سناؤ... کون سا رخ غلط ہے... اور ہمیں کس رخ سے غور کرنا چاہیے۔" فاروق نے مذاق اڑانے کے انداز میں کہا۔

"دیکھو محمود... ابھی یہ خدا کا شکر ادا کر رہا تھا۔"

"میں نے کب کہا کہ نہیں کر رہا تھا۔"

"حد ہو گئی... توبہ ہے تم سے..." فرزانہ جل گئی۔

"میں پہلے ہی بتا چکا ہوں... کہ تم اب یہ کہو گی... دیکھو

لو... پھر بھی تم باز نہیں آئیں۔"

"اوہو... وہ رخ نہ رہ جائے... فرزانہ کے ذہن سے نکل جائے گا۔" محمود نے گویا خبردار کیا۔

"ن... نہیں... فرزانہ خدا کے لیے... اس کو نکلنے نہ دینا۔"

"کک... کے۔" فرزانہ گھبرا گئی۔

"حد ہو گئی... ارے بھئی... اسی درست رخ کو۔"

"وحشت تیرے کی۔" محمود نے جھلا کر اپنی ران پر ہاتھ مارا۔

"سنو... ہوٹل والوں نے تو صرف کھانا تیار کیا ہے... بیروں نے کھانا میزوں پر سجایا ہے... اب زہر تو صرف باد صمدانی کے کھانے میں ملایا جانا تھا... لہٰذا یہ کام ہوٹل والے نہیں کر سکتے۔"

"کیوں... کیوں نہیں کر سکتے۔" فاروق بولا۔

"اس لیے کہ انہیں کیا پتا... کون سے برتن کس میز پر رکھے جائیں گے۔" فرزانہ پرزور لہجے میں بولی۔

"تب پھر ایک بیرے کی ڈیوٹی لگائی گئی تھی... کہ باد صمدانی کی میز پر کھانا تم لگاؤ گے اور اس میں زہر ملاؤ گے۔" محمود نے سر ہلایا۔

"یہ بات بھی دل کو نہیں لگتی... ایک ایک میز پر پانچ پانچ

www.urdufans.com

آدمی بیٹھے ہیں... اس طرح تو ان پانچ میں سے کوئی بھی مر سکتا تھا
یا کوئی اور بھی مر سکتا تھا۔"

"فرزانہ ٹھیک کہہ رہی ہے۔" محمود نے پریشان ہو کر کہا۔

"وہ تو میں پہلے ہی جانتا ہوں... اور میں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ اس کے علاوہ درست رخ سے کون سوچ سکتا ہے۔" فاروق شوخ انداز میں مسکرایا۔

"فرزانہ... مجھے تم سے پوری طرح اتفاق ہے... زہر کسی اور طرح سے ملایا گیا ہے... ہوٹل کے منیجر یا بیروں سے ٹکرانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔" محمود نے اس کا ساتھ دیا۔

"جی نہیں... تو محمود... میرا ان سے سر ٹکرانے کا کوئی پروگرام نہیں۔" فرزانہ نے حیران ہو کر جھلا کر کہا۔

"تب پھر... آخر... زہر کس طرح ملایا گیا۔"

"ہاہا... میز پر چار میں سے ایک نے..." فاروق چہکا۔

"بالکل ٹھیک..." محمود پکارا۔

"چلو شکر ہے... اب تم نے میری سوچ کے درست رخ ہونے کی خود تائید کر دی۔"

"اور ان میں سے ایک کا نام دلشاد ہے... اس نے تو کوئی بات بھی کی تھی..."

"ہاں... ہمیں اس سے اور اس میز پر بیٹھے تین اور مہمانوں

سے خاص طور پر بات چیت کرنا ہوگی... چلو جلدی کرو۔"

وہ کوٹھی میں داخل ہوئے تو لاش وہاں سے لے جائی جا رہی تھی... شاید پوسٹ مارٹم کے لیے... اندر انسپکٹر جمشید اور اکرام بہت مصروف نظر آئے... اور دونوں کے چہروں پر بے تحاشہ جوش بھی تھا۔

"شاید آپ نے کوئی خاص بات معلوم کر لی... یا آپ کو کوئی خاص چیز ملی ہے۔"

"ہاں! ادھر آؤ... دکھاتے ہیں۔"
انہوں نے پر اسرار انداز میں کہا۔

☆☆☆

www.urdufans.com

...وہ کون ہے

وہ انہیں ایک طرف لے آئے... وہ چیز ایک کاغذ میں لپٹی ہوئی تھی... کاغذ ہٹایا گیا... انہوں نے دیکھا... اس میں ننھی سی ایک شیشی تھی... زہر کی شیشی۔

"کیا... کیا مطلب... کیا اس نے خودکشی کی ہے۔"

"اس کے دوسرے ہاتھ میں ایک خط بھی ملا ہے... بہت مختصر سا خط... اس پر صرف اتنا لکھا ہے... میں خودکشی کر رہا ہوں۔"

"اوہ... اوہ... کیا آپ نے اس کی تحریر سے کاغذ کی تحریر ملا کر دیکھ لی ہے۔"

"ہاں! تحریر اس کے ہاتھ کی ہے۔"

تب پھر اس میں کیا شک رہ جاتا ہے۔"

"ہاں! ٹھیک ہے... شک نہیں رہ جاتا... لیکن۔" انسپکٹر جمشید کہتے کہتے رک گئے۔

لیکن کیا ابا جان... آپ کے اس لیکن نے فاروق کو پریشان کر کے رکھ دیا ہے۔" فرزانہ نے جلدی سے کہا۔

"پریشان ہوتا ہے میرا جوتا۔" فاروق فوراً بولا۔

"آپ نے سنا ابا جان... میری کتنی نقل اتاری جا رہی ہے۔" فرزانہ نے ہنس کر کہا۔

"بھئی میں اس وقت بہت سنجیدہ ہوں۔"

"اوہ اچھا... آپ نے پہلے کیوں نہیں بتایا۔"

"جمشید... یہ کیا کھسر پھسر ہو رہی ہے۔" انہوں نے پروفیسر داؤد کی آواز سنی۔

"یہ ذرا جاسوسی قسم کی کھسر پھسر ہے... آپ بھی شریک ہو جائیں اس میں۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"گویا آپ انہیں کھسر پھسر کی دعوت دے رہے ہیں۔" فاروق بنسا۔

"دعوت بھی دی تو کس چیز کی۔" پروفیسر داؤد نے برا سا منہ بنایا۔

"پروفیسر صاحب... شکر کریں... دعوت تو دی... مجھے تو یہ بھی نہیں ملی۔"

"نہیں نہیں انکل... آپ کو بھی دعوت ہے۔"

"ہاں تو میں کہہ رہا تھا... بے شک مقتول کے ہاتھ میں زہر کی شیشی تھی اور دوسرے میں کاغذ... جس پہ لکھا ہے... میں خودکشی کر رہا ہوں... لیکن..."

"پھر وہی لیکن... نہ جانے کب پیچھا چھوٹے گا اس لیکن

www.urdufans.com

سے۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"لیکن... آخر... اس نے خودکشی کے لیے یہی جگہ کیوں چنی۔"

"یہ بات تو وہی بتا سکتا تھا... لیکن بے چارہ بتانے کے قابل نہیں رہا۔"

"اور میرا دعویٰ ہے... یہ قتل کی واردات ہے۔" انسپکٹر جمشید نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اگر یہ آپ کا دعویٰ ہے... تب ہم دم نہیں مار سکتے... کیونکہ آپ کے دعوے کو ماننا ہی پڑے گا... یہ دعویٰ بلاوجہ نہیں ہے... یوں بھی آپ ایسے دعوے کرنے کے ماہر ہیں۔ لہٰذا ہم جواب میں کوئی دعویٰ نہیں کریں گے۔" فاروق نے جلدی جلدی کہا۔

"حد ہو گئی... کیا دعویٰ دعویٰ لگا رکھی ہے۔" محمود جل گیا۔

"لیکن ابا جان... آخر یہ کیسے ہوا... فرض کیا... قاتل نے زہر اس کے کھانے میں پہلے ہی ملا دیا تھا... جونہی اس نے زہر آلود لقمہ منہ میں رکھا... اس نے زہر کی شیشی اس کے ہاتھ میں تھما دی اور دبلی آواز میں اس سے کہا... باہر صاحب... یہ دیکھیں یہ کیا ہے... باہر صاحب نے شیشی پکڑ لی۔ ساتھ ہی اس کے دوسرے ہاتھ میں کاغذ کی چٹ تھما دی... اور عین اس لمحے وہ میز پر

اوندھے منہ گر پڑا۔ تب تو پھر... اس کی میز پر بیٹھے ہوئے چار میں سے کوئی ایک قاتل ہے۔" فرزانہ پرجوش انداز میں بول اٹھی۔

"ہاں! میں تو یہی خیال کرتا ہوں۔"

"اور ابا جان! یہ خیال میں ان تینوں پر پہلے ہی ظاہر کر چکی ہوں۔"

"بہت خوب! یہ ہوئی نا بات... اکرام... تم ان چاروں کو بلا لاؤ... دلشاد خان کے ساتھ باقی تین کون تھے... یہ خود دلشاد بتا دے گا۔"

"جی اچھا۔" اکرام نے کہا اور مہمانوں کی طرف چلا گیا۔ مہمان اب بھی بتوں کی طرح بیٹھے تھے۔ جلد ہی وہ ان چار آدمیوں کو ساتھ لیے ان کے نزدیک آ گیا، ان میں سے ایک دل شاد تھا۔

"آپ کا نام تو ہمیں معلوم ہو چکا ہے... دلشاد خان... آپ تینوں اپنا تعارف کرائیں۔"

"لیکن کیوں جناب! کیا آپ ہم پر شک کر رہے ہیں۔" ان میں سے ایک نے بوکھلا کر کہا۔

"جی ہاں! ایسی بات ہے۔" وہ مسکرائے۔

"آپ نے تو یہ بات بہت آسانی سے کہہ دی... لیکن... ہم پر یہ سن کر کیا گزری، اس کا آپ کو کیا احساس۔" دوسرا بولا۔

"لیکن جناب! ہمیں تفتیش کرنا ہے... یہاں ایک عدد قتل ہوا ہے۔"

www.urdufans.com

"قتل نہیں... خودکشی۔" تیمور بول اٹھا۔

"کیا مطلب... آپ سے کس نے کہہ دیا... کہ باہر صمدانی نے خودکشی کی ہے۔" وہ بری طرح چونک اٹھے۔

اس لیے کہ زہر کی شیشی اور وہ خط ابھی انہوں نے مہمانوں اور میزبانوں میں سے کسی کو نہیں دکھائے تھے..."

"میرے سامنے اس نے زہر کی شیشی منہ میں الٹی تھی... ساتھ ہی وہ اوندھے منہ گر گیا۔" اس نے کہا۔

"آپ نے اب تک یہ بات بتائی کیوں نہیں۔"

"میں نے سوچا... جب مجھ سے پوچھا جائے گا... تب بتاؤں گا۔"

"بہت خوب! آپ کا نام۔"

"سرمد طاہور۔" اس نے کہا۔

"تو سرمد طاہور صاحب... آپ نے انہیں زہر کی شیشی منہ میں الٹتے دیکھا تھا۔"

"ہاں! بالکل۔"

"اور آپ نے انہیں روکنے کی کوشش نہیں کی۔"

ان کی بات سن کر سرمد طاہوری مسکرایا اور طنزیہ انداز میں بولا:

"مجھے یہ بات معلوم نہیں تھی کہ وہ زہر کھا رہے ہیں... اس وقت تو یہ محسوس ہوا تھا کہ وہ کوئی دوا پی رہے ہیں۔"

"اوہ ہاں... یہ تو ہے... خیر... آپ کیا کام کرتے ہیں۔"

"تاجر ہوں... اس شہر کے بڑے تاجروں میں میرا شمار ہوتا ہے۔"

"اوہ اچھا... آپ مہربانی فرما کر اپنا پتا لکھوا دیں۔" یہ کہتے ہوئے انہوں نے محمود کو اشارہ کیا۔ اس نے فوراً نوٹ بک نکال لی۔

"جی اچھا... لکھ لیں 136 خالد آباد۔"

"شکریہ! آپ کا نام۔" وہ دوسرے سے بولے۔

"میں احسان احمد ہوں۔"

"آپ نے انہیں شیشی منہ میں الٹتے دیکھا؟"

"نہیں... بالکل نہیں... میں اس وقت دلشاد خان سے باتیں کر رہا تھا..."

"بالکل ٹھیک... میں بھی پوری طرح ان کی طرف متوجہ تھا۔"

"بہت خوب! آپ بھی اپنا پتا لکھوا دیں... آپ کیا کام کرتے ہیں۔"

"ریٹائرڈ فوجی ہوں... کچھ نہیں کرتا... پنشن پر گزارا ہو جاتا ہے محکمہ کی طرف سے کچھ زمین ملی ہوئی ہے... پتا ہے... ماڈل ٹی 309۔"

"شکریہ... ہو گئے آپ... آپ کا نام۔"

www.urdufans.com

"شاہد نیازی۔ 120 فرنچ روڈ ٹھیکیدار ہوں... سڑکیں بنانے کے ٹھیکے لیتا ہوں..."

"آپ نے باہر صدانی کو زہر کھاتے دیکھا تھا۔"

"بالکل نہیں... میں اگرچہ دلشاد خان اور احسان احمد سے باتیں نہیں کر رہا تھا... لیکن ان کی باتیں سن رہا تھا... اس لیے انہی کی طرف دیکھ رہا تھا۔"

"اور باہر صدانی... انہوں نے آپ میں سے کسی سے کوئی بات نہیں کی تھی۔"

"نہیں... وہ مکمل طور پر خاموش تھے..."

"آپ تینوں سے بھی انہوں نے کوئی بات نہیں کی تھی۔"

"نہیں... بالکل نہیں۔"

"شکریہ... آپ حضرات جا سکتے ہیں... میرا مطلب ہے... مہمانوں میں۔"

"کیا آپ کے خیال میں یہ قتل ہے۔"

"ہم جائزہ لے رہے ہیں... ہو سکتا ہے... یہ خودکشی ہو۔"

"بہت افسوس ہو رہا ہے... بے چارے صدانی... کتنے اچھے تھے۔" احسان احمد نے سرد آہ بھری۔

پھر وہ چاروں جانے کے لیے مڑ گئے...

"کیا خیال ہے ان چاروں کے بارے میں۔" انسپکٹر جمشید

ان کی طرف مڑے۔

"اگر سرمد طاہری کا بیان درست ہے... تب تو یہ سو فیصد خودکشی کا کیس ہے..." محمود بولا۔

"اور اگر اس کا بیان درست نہیں تو؟" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"پھر یہ قتل ہے۔"

"لیکن پھر سوال پیدا ہو گا... سرمد طاہری کو جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت پیش آگئی..."

"ہو سکتا ہے... وہ خود قاتل ہو۔"

"اس صورت میں اس کے پاس قتل کی کوئی وجہ تو ہونی چاہیے... جب کہ ہم دیکھتے ہیں... یہ ساری قتل کی وجہ سب سے زیادہ سردار بھائی کے پاس ہے... کیونکہ باہر صدانی کے مرنے کے بعد اب سارے کاروبار کے مالک سردار بھائی بن جائیں گے۔"

"جی نہیں... ایسا نہیں ہے۔" محمود نے فوراً کہا۔

"کیا مطلب... کیا نہیں ہے۔" وہ چونکے۔

"ان کی بیوہ کا ایک بھائی ہے... عابد... ہم جب ان کی بیوہ عابدہ سے ملنے کے لیے گئے... تو وہ بھی وہاں آگیا تھا... اس کی موجودگی میں ہم نے باہر صدانی کی موت کی خبر سنائی... تو وہ بہت خوش ہوئے۔"

"کیا کہا... خوش ہوئے... یعنی تم لوگوں کے سامنے۔"

www.urdufans.com

انہوں نے خوشی کا اظہار کیا۔ "انہوں نے حیران ہو کر پوچھا۔

"جی نہیں... ظاہر میں انہوں نے رنج اور غم چہرے پر طاری کر لیا تھا... لیکن ان کی اندرونی خوشی ہم سے چھپی نہ رہ سکی... لہٰذا اب ساری دولت اور کاروبار کا مالک دراصل عابد ہو گا... وہ عابدہ کا چھوٹا بھائی ہے۔"

"ہو سکتا ہے... ایسا ہو... لیکن عابد یہاں نہیں تھا... باہر کو قتل یہاں کیا گیا ہے... لہٰذا ہمیں قاتل کو یہاں موجود لوگوں میں سے پکڑنا ہو گا... یہ اور بات ہے کہ وہ بیان دے کہ اسے ایسا کرنے پر عابد نے تیار کیا تھا... مطلب یہ کہ عابد نے یہ کام کسی سے لیا ہو... تو بھی پہلے اسی کو گرفتار کرنا ہو گا..."

"تب پھر... وہ کون ہے؟"

"یہی تو میں اس وقت سے سوچ رہا ہوں..."

"جی... کس وقت سے۔" فاروق چونکا۔

"باہر کے مرنے کے بعد سے۔" وہ مسکرائے۔

اور فاروق کا منہ بن گیا... محمود اور فرزانہ مسکرائے بغیر نہ رہ سکے۔

"میرے خیال میں سر..." اکرام کہتے کہتے رک گیا۔

"ہاں ہاں کہو اکرام... رک کیوں گئے... خیال ظاہر کرنے کی مکمل آزادی ہے۔"

"تب تو پھر جمشید... میں بھی اس آزادی سے فائدہ

اٹھاؤں گا۔" خان رحمان نے فوراً کہا۔

وہ ان کا جملہ سن کر مسکرا دیے...

"ضرور خان رحمان... کیوں نہیں... روکا کس نے ہے۔"

"لیکن پہلے اکرام صاحب۔" خان رحمان بولے۔

"ہاں! اکرام... بتاؤ... کیا کہنے لگے تھے۔"

"ہمارے پاس ایک تحریر موجود ہے... تحریر کے ماہر اگر اس کو مقتول کی ہی تحریر بتا دیں... تو اس کے مجرم ہونے میں کیا شک رہ جائے گا۔"

"کوئی نہیں۔"

"اور اگر وہ تحریر مقتول کی نہیں ہے... تو..."

"تب پھر اسے قتل کیا گیا ہے... اور تحریر لکھنے والا ان مہمانوں میں ہی موجود ہے۔"

"تو کیوں نہ ہم اس پہلو پر ہی غور کر لیں... ان سب لوگوں سے تحریر کیوں نہ لکھوالی جائے۔"

"یہ ٹھیک رہے گا..." خان رحمان بولے۔

"پروفیسر صاحب... آپ ذرا سردار جمالی کو یہاں لے آئیں... یہ اعلان ہم انہی سے کیوں نہ کرائیں۔ ورنہ لوگ ہمیں بلاوجہ گھوریں گے۔"

"ہوں... ٹھیک ہے۔"

پروفیسر داؤد سردار جمالی کو لے آئے... سردار جمالی کا

www.urdufans.com

رنگ اڑا اڑا تھا... ایک تو دعوت کا مزہ خراب ہو گیا تھا... دوسرے وہ بھی پوری طرح شک کی زد میں تھے بلکہ زیادہ شک انہی پر تھا۔

"سردار صاحب... سب سے پہلے ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ یہ کیس خودکشی کا تو نہیں؟"

"کک... کیا مطلب... کیا یہ معاملہ خودکشی کا بھی ہو سکتا ہے۔"

"ہاں! اس کا زبردست امکان ہے... آپ اگر ہماری مدد کریں تو ہم اس بات کا فیصلہ کر سکتے ہیں کہ یہ خودکشی ہے یا قتل۔"

"اس سے اچھی بات اور کیا ہو سکتی ہے۔ اگر یہ خودکشی ثابت ہو جائے... ورنہ میں تو تمام زندگی خود کو مجرم سمجھتا رہوں گا... اور اب یہ دعوت بھی کبھی نہیں دے سکوں گا۔"

"آپ کو صرف اتنا کرنا ہے کہ ہر مہمان سے ایک جملہ لکھوانا ہے... اور بس... جملہ یہ ہے... میں خودکشی کر رہا ہوں۔"

"کک... کیا مطلب... یہ کیا بات ہوئی۔"

"بات میں بعد میں بتاؤں گا... آپ ان سے کہیں سب لوگ یہ جملہ لکھ دیں اور کاغذ پر اپنا اپنا نام لکھ دیں..."

"اس سے کیا ہو گا۔"

"یہ فیصلہ کہ یہ کیس خودکشی کا ہے یا نہیں۔"

"آخر یہ کیسے معلوم ہو گا۔"

"یہ ہمارا کام ہے..."

"اچھی بات ہے... میں ان سب سے کہہ دیتا ہوں... کاغذ میں ان کے لیے منگوا دیتا ہوں۔"

"ہاں! ٹھیک ہے۔"

اب سردار جمالی سٹیج پر چڑھ گئے اور بلند آواز میں بولے۔

"میرے دوستو! ایک منٹ کے لیے میری طرف توجہ دیں... آپ سب کو ایک جملہ کاغذ پر لکھ کر دینا ہے... کاغذ پر اپنا اپنا نام بھی لکھ دیں... جملہ یہ ہے... میں خودکشی کر رہا ہوں۔"

"کیا... کیا مطلب... ہم کیوں کرتے خودکشی۔" کئی مہمان چلائے۔

"اوہو! یہ بات نہیں... انسپکٹر جمشید آپ سے یہ جملہ لکھوانا چاہتے ہیں۔ اس طرح وہ یہ فیصلہ کرنے کے قابل ہو جائیں گے کہ یہ معاملہ خودکشی کا تو نہیں۔"

"کیا کہا... یہ... یہ خودکشی کا کیس ہو سکتا ہے؟" کچھ حیرت زدہ آوازیں ابھریں۔

"بالکل ہو سکتا ہے... اور اگر یہ بات ثابت ہو جائے تو ہم سب کی پریشانی دور ہو جائے گی۔"

"لیکن اس جملے سے بھلا یہ کیسے معلوم ہو گا۔"

"یہ ان کا کام ہے..."

"ٹھیک ہے... ہم جملہ لکھ کر دینے کے لیے تیار ہیں..."

www.urdufans.com

کیوں دوستو۔"

"بالکل ٹھیک..." کئی آوازیں ابھریں۔

پھر انہیں کاغذ قلم پہنچا دیے گئے... سب نے جملہ لکھ دیا... اکرام نے سب سے کاغذ خود وصول کیے... کیونکہ انسپکٹر جمشید نے ہدایت دی تھی کہ ہر کوئی اپنا کاغذ اپنے ہاتھ میں رکھے... اب وہ سب ایک طرف میز کرسیاں ڈال کر بیٹھ گئے... اور یہ سدائی والے کاغذ کی تحریر سے باقی کاغذوں کی تحریر کو ملانے لگے... وہ تحریریں ملاتے چلے گئے، ملاتے چلے گئے... یہاں تک کہ تمام کاغذ دیکھ لیے گئے... لیکن کوئی تحریر بھی اس سے نہ مل سکی...

"محمود... بلہ کے گھر فون کرو... ان کی بیگم سے کہو... ان کے ہاتھ کی تحریر فوراً اپنے بھائی کے ہاتھ یہاں بھیج دیں... آخر میں مرنے والے کی تحریر بھی تو ہوتا۔"

"جی... جی ہاں... واقعی۔"

پھر عابد وہاں پہنچ گیا... بلہ کے ہاتھ کی تحریر کردہ نوٹ بک اس کے ہاتھ میں تھی...

"تو آپ ہیں عابد۔"

"جی ہاں! مرنے والے میرے بھائی تھے۔" اس نے اداس انداز میں کہا۔

انہوں نے فوراً محسوس کر لیا کہ وہ بالکل اداس نہیں

اور صرف اداکاری کر رہا ہے... گویا محمود، فاروق اور فرزانہ کا یہ اندازہ بالکل درست تھا۔

"لائیے... یہ نوٹ بک۔"

"لیکن آپ اس کا کرنا کیا چاہتے ہیں۔" عابد نے پوچھا۔

"ہمیں ایک تحریر ملی ہے... ان کی تحریر سے وہ تحریر ملا کر دیکھنا چاہتے ہیں۔"

"اوہ اچھا... یہ لیں..."

انہوں نے نوٹ بک کو کھولا اور اس کی تحریر کے ساتھ کاغذ والی تحریر کو رکھا... وہ بہت زور سے اچھلے... دونوں تحریریں بالکل ایک جیسی تھیں... ان میں کوئی فرق نہیں تھا...

☆☆☆

www.urdufans.com

... آخری بات

چند لمحے تک وہ تحریر کو اور غور سے دیکھتے رہے... پھر انسپکٹر جمشید سٹیج پر چڑھ گئے اور بولے۔

"سنیے حضرات... ہمیں مرنے والے کی ایک مٹھی سے زہر کی ایک شیشی ملی ہے..."

"کیا!!!" سب لوگ چلائے۔

"اور دوسری مٹھی سے ایک کاغذ ملا ہے... اس پر لکھا ہے، میں خودکشی کر رہا ہوں... آپ سب سے ہم نے تحریر اسی لیے لکھوائی تھی کہ دیکھیں... یہ جملہ آپ میں سے کسی نے تو نہیں لکھا... سو یہ جملہ آپ کا لکھا ہوا ثابت نہیں ہو سکا... پھر ہم نے مرنے والے کی تحریر گھر سے منگوائی... ان کی تحریر اس کاغذ سے مل گئی... جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ جملہ خود مرنے والے نے لکھا تھا اور انہوں نے خودکشی کی ہے..."

"چلو چھٹی ہوئی۔" سردار جمالی نے خوش ہو کر کہا۔

"جی ہاں! یہ کہہ سکتے ہیں۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"آپ نے کیا کہا... یہ کہہ سکتے ہیں۔"

"ہاں! فی الحال یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ خودکشی کا کیس ہے... لیکن اس بات کا امکان بہر حال ہے کہ انہیں قتل کیا گیا ہو... لہٰذا ہم مزید اطمینان کریں گے..."

"وہ... وہ کیسے؟"

"وہ ہمارے اپنے طریقے ہیں... ہم ان کی وضاحت نہیں کر سکتے، آپ لوگ جانا چاہیں... تو جا سکتے ہیں... لیکن میرا خیال ہے... یہ کھانا برباد ہو جائے گا... یہ کھا کر جائیں۔"

"کھانے کو تو اب جی نہیں چاہ رہا۔"

"تب پھر سردار صاحب... یہ غریب لوگوں کو بھجوا دیں۔"

"اتنے غریب لوگ میں یک دم کہاں سے تلاش کروں۔" وہ گھبرا گئے۔

"آپ کھانا کسی غریب بستی میں بھجوا دیں۔"

"ہاں! یہ ٹھیک رہے گا۔"

پھر وہ وہاں سے نکل آئے... گھر پہنچے تو انہیں چپ دیکھ کر بیگم جمشید نے کہا۔

"کوئی بات نہیں... ایسا بھی ہوتا ہے۔"

"کیا مطلب... کیسا ہوتا ہے۔"

"آپ کا خیال یہ تھا کہ کیس قتل کا ہے... لیکن ثابت ہو گیا خودکشی کا۔"

"کیا مطلب... آپ کو کیسے معلوم ہوا... آپ تو وہاں

www.urdufans.com

تھیں ہی نہیں۔" محمود نے حیران ہو کر کہا۔

"میں وہاں نہیں تھی... لیکن مجھے کوئی پل پل کی خبریں سنا رہا تھا۔"

"کیا مطلب؟" وہ بہت دور سے اچھلے۔ آنکھوں میں حیرت دوڑ گئی۔

"پل پل کی خبریں... کوئی آپ کو دے رہا تھا... تب آپ نے ان خبروں کو ٹیپ کیا؟" فرزانہ چلائی۔

"میں اتنی عقل مند نہیں..." وہ مسکرائیں۔

"مطلب یہ کہ آپ نے ٹیپ نہیں کیا ان باتوں کو۔"

"میں نے کہا ہے... میں اتنی عقل مند نہیں کہ یہ کام نہ کر سکوں۔"

"وہ مارا... آپ کا تو جواب نہیں..."

"لیکن... اس سے آپ کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکیں گے۔"

"اوہو... آپ پہلے وہ آوازیں سنائیں تو سہی۔"

"ضرور کیوں نہیں... آئیں۔"

وہ انہیں اپنے کمرے میں لے آئیں... ٹیپ اٹھا کر پہلے ہی ریورس کر چکی تھیں... جانتی تھیں... آتے ہی وہ پہلے ان باتوں کو سننا پسند کریں گے...

ٹیپ ریکارڈ سے آوازیں شروع ہو گئیں۔

"بیلو دگم جمشید بات کر رہی ہیں۔"

"جی ہاں! آپ کون؟"

"میں کون! بس یہ نہ پوچھیں... عقلیں خبط کرنے کا ماہر ترین سمجھ لیں۔"

"میں سمجھی نہیں... آپ کیا کہہ رہے ہیں۔"

"سمجھائے دیتا ہوں... سردار جمالی کو تو آپ جانتی ہوں گی... آپ کے خاوند اور بچے آج وہاں دعوت میں گئے ہوئے ہیں، ان کے ہاں ان کے دوستوں کی سالانہ دعوت ہے... لیکن آج کی دعوت ایک واردات میں بدل جائے گی... قتل کی واردات میں۔"

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ وہاں ان کے سامنے ایک قتل ہو گا... لیکن وہ اس کو خودکشی خیال کریں گے... اور گھر آ جائیں گے... ایسے وقت آپ ان کا خوب مذاق اڑا سکیں گیں۔"

"ایسا نہیں ہو سکتا۔"

"کیسا نہیں ہو سکتا۔"

"اول تو وہ قتل کو خودکشی خیال نہیں کریں گے... تمام واقعات وغیرہ اگر خودکشی ہی ثابت کر رہے ہوں گے... تب بھی مجبوری کی حالت میں خودکشی کہیں گے، لیکن اپنے آپ میں وہ یہی باتیں کریں گے کہ یہ ہے قتل... اسے خودکشی کا رنگ دیا گیا ہے... اور اول تو وہ آپ کو ایسا کرنے ہی نہیں دیں گے۔ وہ آپ کی واردات کو ناکام بنا دیں گے۔"

www.urdufans.com

"یہی تو مشکل ہے۔" ہنس کر کہا گیا۔

"کیا مشکل ہے۔"

"جونہی وہ اندر داخل ہوئے... قتل ہو گیا۔"

"اوہ... تو آپ مجھے قتل ہونے کے بعد یہ فون کر رہے ہیں۔"

"میں اتنا بے وقوف نہیں... کہ اس سے پہلے آپ کو فون کرتا۔"

"او کے... اب آپ کیا چاہتے ہیں۔"

"یہاں کی خبریں سنانا... پل پل کی... اب وہ یہ کر رہے ہیں... اب وہ یہ کر رہے ہیں وغیرہ۔"

"خیر سنائیے پھر۔"

اور پھر اس کے بعد واقعی وہ باتیں تھیں... جو انہوں نے وہاں کام کیے تھے... مٹھی سے زہر ملنا... کاغذ ملنا... تحریروں کا ملنا... یہ سب خبریں ہی تھیں... پھر آوازیں ختم ہو گئیں۔

"یہ فون کر کے اس نے اپنی زندگی کی سب سے بڑی حماقت کا ثبوت دیا ہے۔"

"لیکن اس نے آخر میں ایک بات اور کہی تھی۔" بیگم جمشید نے پریشان ہو کر کہا۔

"اور وہ کیا... کیا تم نے اس آخری بات کو ٹیپ نہیں کیا۔"

"نہیں... وہ اس نے کچھ دیر بعد فون پر کہی تھی... اس وقت میں نے ٹیپ کرنے کی ضرورت نہیں محسوس کی تھی..."

"خیر کوئی بات نہیں... وہ خبر کیا ہے۔"

"کل کے اخبارات اس خبر کو خوب دھوم دھام سے شائع کر رہے ہیں... کہ انسپکٹر جمشید کی موجودگی میں ایسا ہوا اور قتل کے کیس کو خودکشی بنا دیا گیا... انسپکٹر جمشید نے بھی اس کو خودکشی تسلیم کر لیا... جب کہ یہ کیس واضح طور پر قتل کا ہے... اور یہ بیان بابر صمدانی کا قاتل ہی اخبارات کو بھیج رہا ہے۔"

"اوہو اچھا... اس کی طرف سے بیان شائع ہو رہا ہے۔"

"اس نے تو یہی بتایا ہے۔"

"بھئی واہ... یہ تو بہت دلچسپ صورت حال ہو گی۔" وہ خوش ہو گئے۔

"حد ہو گئی... یہ خوشی کی بات ہے بھلا۔"

"تب پھر بیگم... یہ کس کی بات ہے۔"

"پریشانی کی۔"

"ہم لوگوں نے اللہ کی مہربانی سے ایسی باتوں سے پریشان ہونا کب سیکھا ہے۔"

"یہ تو خیر ٹھیک ہے... لیکن میں جب آپ کے خلاف ایسی باتیں پڑھتی ہوں تو بہت پریشان ہو جاتی ہوں۔" انہوں نے کہا۔

www.urdufans.com

"جب کہ ہم چاہتے ہیں... آپ بالکل پریشان نہ ہوا کریں۔"

"سوال یہ ہے کہ یہ کیس قتل کا ہے... تو اسے ایسا کرنے کی کیا ضرورت پیش آگئی... وہ ہمیں کیوں چڑانا چاہتا ہے۔"

"وہ شیخی خور قاتل ہے... شیخی بگھارنا چاہتا ہے... وہ دنیا کو بتانا چاہتا ہے... دیکھو قتل کے ایک کیس کو انسپکٹر جمشید حل نہیں کر سکے... قاتل کو نہیں پکڑ سکے... میں بار صمدانی کا قاتل زندہ سلامت جیتا جاگتا اس دنیا میں پھر رہا ہوں... میں چیلنج کرتا ہوں.. یہ قتل میں نے کیا ہے... انسپکٹر جمشید مجھے گرفتار کر کے دکھائیں.. میرا جرم ثابت کر کے دکھائیں..."

"بالکل ابا جان... وہ ضرور یہی چاہتا ہے... لیکن سوال تو یہ ہے کہ بار صمدانی کا قاتل کون ہے..."

"اب ہمیں فون پر ہونے والی اس گفتگو کو پھر سے غور سے سننا ہوگا... اس قدر غور سے کہ کیا کسی بھی کوئی گفتگو اتنے غور سے سنی ہو گی۔"

"نن نہیں... نہیں۔" ایسے میں فاروق مارے خوف کے چلا اٹھا۔

"کیا ہو گیا بھائی... کس چیز نے کاٹ لیا ہے کیا۔" محمود نے حیران ہو کر پوچھا۔

"نہیں... نہیں... نہیں۔"

وہ پھر چلا اٹھا... اس کی آنکھوں میں انہوں نے خوف ہی خوف دیکھا...

"یار بات بتاؤ... کیا نہیں نہیں لگا رکھی ہے۔" انسپکٹر جمشید نے جھلا کر کہا۔

"نہیں نہیں نہیں۔" فاروق پھر بولا۔

"لو میں سمجھ گیا... فاروق کے گراموفون کی سوئی نہیں پر رک گئی... جیسا کہ پرانے زمانے میں ریکارڈوں پر سوئی چلتی تھی اور کسی جگہ سے ریکارڈ خراب ہو جاتا تھا تو سوئی وہیں اٹک جاتی تھی اور وہاں جو لفظ ہوتا تھا... بار بار بس وہی سنائی دیتا رہتا تھا جب تک کہ ہاتھ سے سوئی کو آگے نہیں کر دیا جاتا تھا۔"

"حد ہو گئی... اس قدر لمبی تفصیل کی کوئی ضرورت تھی بھلا۔" محمود نے برا سا منہ بنایا۔

"اگر ضرورت نہیں تھی تو تم مجھے روک دیتے... روکا کیوں نہیں۔"

"دوسروں کی بات کاٹنا بھی تو اچھا نہیں ہے۔" محمود مسکرایا۔

"بالکل محمود..."

"تو آج سے اس کا نام بالکل محمود ہے۔" فرزانہ ہنسی۔

"ارے ہم... مگر... یہ صاحب کیوں بت سے بیٹھے ہیں۔"

"شاید بت پرستی کا دور یاد آگیا۔" فرزانہ بول اٹھی۔

www.urdufans.com

"بت پرستی کا دور رہا کب نہیں... کیا آج بتوں کو نہیں پوجا جاتا... شمار جستان کے لوگ اس قدر ترقی یافتہ دور میں بھی پتھر کے بتوں کو اپنا خدا مانتے ہیں۔"

"وہ تو دور کی بات ہے... ہندو تو شروع سے بتوں کو پوجتے چلے آرہے ہیں... تم اپنے مسلمانوں کی بات کرو... آج کل اولیائے کرام کے مزارات پر لوگ کیا کر رہے ہیں... کوئی کسر اٹھا رکھی ہے لوگوں نے... دیکھ کر افسوس ہوتا ہے کہ انہی اولیائے کرام کی تعلیمات کیا ہیں... اور یہ لوگ ان کی تعلیمات کے بالکل خلاف کام کر رہے ہیں... افسوس... صد افسوس۔"

"بات فاروق کی ہو رہی تھی اور ہم جا پہنچے بت پرستی کی بات پر... خیر تو کیا اب فاروق بتانا پسند کریں گے کہ یہ اس نے نہیں نہیں کی رٹ کیوں لگا رکھی ہے۔" محمود نے جھلائے ہوئے انداز میں فاروق کی طرف دیکھا۔

"نہیں نہیں نہیں۔" وہ پھر چلا اٹھا۔

"حد ہو گئی... یعنی کہ... ارے بھائی کچھ آگے بھی کہو۔" فرزانہ تلملا کر بولی۔

"فاروق... مار بیٹھوں گا۔"

"بیٹھے ہوئے تو آپ پہلے بھی ہیں، لہٰذا جملہ یوں کہیں... مار کھڑا ہوں گا۔" فاروق مسکرایا۔

"شکر ہے... تم مسکرائے تو... گویا یہ نہیں نہیں کی

گردان ایکٹنگ تھی اور تمہیں کوئی بات نہیں سوجھی... نہ تم کسی بات سے خوف زدہ ہو۔"

"نن نہیں... نہیں۔"

فاروق نے حد درجے خوف کے عالم میں کہا... انہوں نے اس کی آنکھوں میں واقعی خوف محسوس کیا اور کانپ گئے... کیونکہ وہ کسی معمولی بات سے تو خوف زدہ ہونے والا تھا نہیں...

☆☆☆

www.urdufans.com

قتل کی وجہ...

"فاروق اب ہم بہت بڑی حد تک خوف زدہ ہو گئے ہیں... فوراً اگل دو... اب اگر تم نے نہیں نہیں کہا... تو میں بہت نہیں طرح پیش آؤں گا۔"

"یہ آپ نے کیا کہہ دیا... نہیں طرح..." محمود کے لہجے میں حیرت تھی۔

"اس کے نہیں نہیں کے جواب میں کہا ہے۔"

"اوہ اچھا خیر... یار فاروق۔"

"دوسرا قتل ہونے والا ہے۔" اس نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"بھائی کیوں مذاق کرتے ہو... یہ دوسرا قتل کہاں سے ٹپک پڑا۔"

"دوسرا قتل ٹپک پڑنے کی بھی ایک ہی وجہ ہے... یوں ٹپک پڑنے کو تو کوئی چیز نہیں ٹپک سکتی۔"

"دھت تیرے کی۔" محمود نے جھلا کر اپنی ران پر ہاتھ مارا۔

"ارے باپ رے۔" انسپکٹر جمشید اچھل کر کھڑے ہو گئے... اب ان کی آنکھوں میں خوف ہی خوف تھا... وہ یہ کہتے ہوئے دروازے کی طرف دوڑ پڑے۔

"فاروق ٹھیک کہہ رہا ہے... دوسرا قتل ہونے والا ہے... یا پھر ہو چکا ہے۔"

وہ ان کے پیچھے دوڑ پڑے... بیگم جمشید مارے حیرت کے آنکھیں پھاڑے انہیں اس طرح دوڑ کر جاتے دیکھتی رہ گئیں...

وہ بلا کی تیزی سے باہر آئے... کار میں بیٹھے اور ہوا ہو گئے۔

"کیا پتا ہے بھلا۔" انسپکٹر جمشید چلائے۔

"90 گارڈن روڈ۔"

ان کی کار تیز رفتاری کے ریکارڈ توڑنے لگی... یہ دیکھ کر وہ گھبرا گئے۔

"ہم لوگوں کا خیال غلط بھی ہو سکتا ہے... لہٰذا اس قدر تیز چلنے کی کیا ضرورت ہے بھلا۔"

"لیکن اگر خیال درست ہے... تو پھر ہمیں وہاں اور جلد پہنچنا چاہیے... پہلے ہی بہت دیر ہو چکی ہے۔"

آخر انہوں نے باقر صمدانی کی کوٹھی کے سامنے پہنچ کر بریک لگائے... پھر وہ کار سے اتر کر دوڑ پڑے... رات کے گیارہ بج رہے تھے، سردیوں کے دن تھے... ہو کا عالم طاری تھا... اور کوٹھی مکمل طور پر تاریک تھی۔

www.urdufans.com

"یہ تو ایسا لگتا ہے... جیسے اندر کوئی نہ ہو... کم از کم کوئی زیرو کا بلب ہی جل رہا ہوتا۔" فرزانہ نے بڑبڑانے کے انداز میں کہا۔

"دستک دو بہنی... اگر چہ۔" انہوں نے بے چین ہو کر محمود سے کہا۔

"اگر چہ کیا ابا جان۔" فاروق بولا۔

"اگر چہ پہلے ہی بہت دیر ہو گئی ہے... یار یہ تمہیں نہیں نہیں پہلے تمہیں سوجھ سکتی تھی۔"

انہیں ان حالات میں بھی ہنسی آگئی۔

"جی نہیں... ہر کام کا ایک وقت مقرر ہے۔" فاروق مسکرایا۔

محمود گھنٹی جا چکا تھا... اندر دور کہیں گھنٹی بجی بھی تھی... لیکن ایک منٹ گزرنے پر بھی اندر روشنی نہ ہوئی... نہ کسی کے قدموں کی آہٹ سنائی دی۔

"مسلسل گھنٹی بجاؤ۔"

محمود نے گھنٹی کے بٹن پر ہاتھ رکھ دیا اور انگلی نہ ہٹائی... لیکن اندر پھر بھی کسی کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔

"ختم کرو محمود... ہمیں خود ہی اندر جانا ہوگا... فاروق دیکھو... اندر داخل ہونے کا کوئی راستہ۔"

"جی اچھا۔" فاروق نے فوراً کہا اور دیوار کے ساتھ

ساتھ چلنے لگا... جلد ہی اس کی واپسی ہوئی... "بائیں باغ کی دیوار پر چڑھ کر ہم دوسری طرف چھلانگ لگا سکتے ہیں... لیکن آپ کے کندھے پر چڑھ کر دیوار پر چڑھا جا سکتا ہے۔"

"چلو... آؤ۔" وہ بولے۔

دیوار کے ساتھ لگ کر وہ کھڑے ہو گئے... فاروق ان کے ایک ہاتھ پر پاؤں رکھ کر... ان کا ہاتھ پکڑ کر کندھوں پر سوار ہو گیا اور پھر دیوار پر چڑھ گیا۔

"دیکھو بہنی فاروق کہیں اندر کوئی کتا نہ ہو... ادھر تم کودو... ادھر وہ تم پر چھلانگ لگا دے۔" فرزانہ فکر مندانہ انداز میں بولی۔

"اچھا... اللہ مالک ہے۔" اس نے کہا۔

پھر اس نے ٹارچ کی روشنی باغ میں لہرائی... وہاں کوئی کتا تو نہ تھا البتہ درخت اور پودے رات کی تاریکی میں خوفناک جن اور دیو محسوس ہو رہے تھے... وہ اللہ کا نام لے کر کود گیا...

جلد ہی اس نے گیٹ کھول دیا... اندر کی طرف تالا نہیں تھا... وہ بھی اندر داخل ہو گئے... سوئچ بورڈ کو تلاش کر کے انہوں نے اندر اور باہر کے بلب جلا دیے... پھر اندرونی حصے کی طرف بڑھے...

تمام کوٹھی مکمل طور پر خاموش تھی... وہ ایک ایک کمرہ دیکھتے آگے بڑھے... اور پھر ایک کمرے کا دروازہ کھولتے ہی ان

www.urdufans.com

کے رونگٹے کھڑے ہو گئے... عابدہ بیگم چھت کے پنکھے سے لٹکی ہوئی
رسی کے ساتھ جھول رہی تھیں... رسی کا دوسرا سرا ان کے گلے
میں تھا... ان کی زبان اور آنکھیں باہر کو ابل آئی تھیں اور اس
حالت میں اس کا چہرہ حد درجے خوفناک ہو گیا تھا... فرش پر ایک
میز الٹی پڑی تھی... انہیں جھرجھری آگئی۔

"اف مالک... ہمیں کتنی دیر سے خیال آیا۔" محمود کے
منہ سے نکلا۔

"ہمیں نہیں... فاروق کو... ہمیں تو خیال آیا ہی نہیں۔"
فرزانہ مسکرائی۔

"گویا فاروق ہم سے دو ہاتھ آگے نکل گیا۔" محمود نے
منہ بنایا۔

"بلکہ مجھ سے بھی دو ہاتھ آگے نکل گیا۔" انسپکٹر جمشید
بولے۔

"ارے باپ رے... یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں ابا جان...
میری ایسی مجال کہاں... توبہ توبہ۔" وہ لگا گال پیٹنے۔

"نہ نہ... یہ نہ کرو... یہ کام تو کسی کے مرنے پر بھی کرنا
منع ہے... حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا... مرنے والوں پہ بین نہ
کرو... بال نہ نوچو کپڑے نہ پھاڑو... گال پر طمانچے مارنا بھی انہی
کاموں میں شامل ہے۔" انسپکٹر جمشید نے سخت لہجے میں کہا۔

"سس سوری... خیال نہیں رہا۔" فاروق گھبرا گیا۔

"خیر... کوئی بات نہیں... محمود... اکرام کو فون کر دو اور
فاروق تم بتاؤ... تمہیں کیسے خیال آیا۔"

"پتا نہیں کیسے آگیا... بس اچانک میرے ذہن نے مجھ
سے کہا... اب دوسرا قتل عابدہ کا ہو گا... عابدہ کا ہو گا... عابدہ کا ہو
گا... میرا ذہن بار بار یہ کہہ رہا تھا اور میں نہیں نہیں کر رہا تھا۔"

"کمال ہے... یہ تمہارا ذہن نجومی کب سے ہو گیا۔"

"ہم نجومیوں کی بات کو کب مانتے ہیں۔" فاروق نے
آنکھیں نکالیں۔

"سوال یہ ہے کہ اس کا بھائی عابد کہاں ہے..." انسپکٹر
جمشید کی آواز نے انہیں چونکا دیا... ادھر محمود اکرام کو نئی واردات
کے بارے میں بتا رہا تھا...

"پتا نہیں... شاید وہ یہاں تو رہتا نہیں... اس کا گھر الگ
ہے... اور ہمیں اس کا پتا معلوم نہیں..."

"لگ جائے گا پتا... پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے۔"

پھر اکرام وہاں آگیا... لاش کو دیکھ کر اس نے بھی ارے
باپ رے کا نعرہ لگایا... پھر لاش کو رسی سے اتارا گیا... اور معمول
کی کارروائی شروع ہوئی... ایسے میں فرزانہ کی نظریں اس کے گلے
پر پڑیں... لباس میں ایک کاغذ سا نظر آیا... فرزانہ نے فوراً کاغذ
نکال لیا... اس پر لکھا تھا۔

"بدر صاحب کے بعد میں بھی جی کر کیا کروں

www.urdufans.com

گی... خودکشی کر رہی ہوں۔"

"تم ذرا ادھر ادھر، الماری وغیرہ سے ان کی کوئی ڈائری یا نوٹ بک تلاش کرو۔"

"جی اچھا... ارے... یہ... یہ کیا۔" اچانک فرزانہ نے پکارا۔

"کیا ہوا..." وہ چونکے۔

"باہر صدانی کی موت کی خبر بن کر تو یہ دونوں بہت خوش ہوئے تھے... اور یہاں لکھا ہے... باہر کی موت کے بعد اب میں بھی جی کر کیا کروں گی۔"

"ظاہر ہے... یہ قاتل نے لکھا ہے... اور یہ خودکشی کی واردات سرے سے نہیں ہے... بلکہ اس وارات نے تو اب یہ بات بھی ثابت کر دی ہے کہ باہر نے بھی خودکشی نہیں کی... آخر انہیں خودکشی کی ضرورت بھی کیا تھی... دولت سے کھیل رہے تھے... کوئی پریشان کن مسائل نہیں تھے... نہ پریشانی... یہ بھی قتل ہے اور وہ بھی قتل تھا۔"

"اور قاتل مزے سے ہم پر ہنس رہا ہوگا۔"

"پتا نہیں... کسی کو قتل کرنے کے بعد ہنسنا اتنا بھی آسان نہیں..."

ایسے میں دروازے کی گھنٹی بجی... وہ زور سے اچھلے... کہ یہ کون آگیا...

"کیا میں دیکھوں ابا جان۔"

"نہیں... اس وقت میرا جانا مناسب ہوگا۔"

انہوں نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھے... جونہی دروازہ کھلا، انہوں نے عابد کو دیکھا... ادھر اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔

"یہ یہاں اندر باہر پولیس کیوں موجود ہے؟" اس کے لہجے میں حیرت ہی حیرت تھی۔

"آجائیں... ہمیں آپ کا ہی انتظار تھا... کیا آپ یہیں اپنی بہن کے ساتھ رہتے ہیں۔"

"ہاں بالکل..."

"آپ کرتے کیا ہیں۔"

"کچھ نہیں... والدین نے میرے نام کچھ زمین چھوڑی تھی... اس زمین سے میں اپنا گزارا کر لیتا ہوں۔"

"اور کچھ سہارا آپ کو بہن لگا دیتی ہوں گی۔"

"جی نہیں... میں اپنی بہن پر بوجھ نہیں بنتا... میرے اتنے اخراجات ہی بھی نہیں..."

"پھر یہاں کیوں رہتے ہیں، کیا آپ کے پاس آپ کا اپنا گھر نہیں ہے۔"

"وہ ہے... لیکن بہن اور بھائی کے کہنے پر میں یہاں رہنے لگا تھا... یہ دونوں خود کو اکیلا اکیلا محسوس کرتے تھے۔"

www.urdufans.com

"اور اب آپ بہت اکیلے ہو گئے ہیں۔"

"ہاں! بھائی جان کے بعد... واقعی ہم بہت اکیلے ہو گئے ہیں۔"

"جی نہیں! عابدہ بہن کے بعد۔" انہوں نے یک دم کہا۔

"کیا مطلب... یہ آپ نے کیا کہا... میری بہن کو کیا ہوا۔"

"آپ کو اچھی طرح معلوم ہے..."

"کیا معلوم ہے... وہ غم سے نڈھال ہیں... یہی کہنا چاہتے ہیں نا آپ؟"

"آپ کہاں سے آ رہے ہیں۔"

"میں شہر کے مشہور وکیل کاظم کھوڑو کے پاس گیا تھا... کیوں آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔"

"کیوں! ان سے آپ کو کیا کام تھا۔"

"کام کوئی نہیں تھا... وہ اور میں گہرے دوست ہیں... بس یونہی ان سے ملنے چلا گیا تھا... انہوں نے ٹھہرائے رکھا... اٹھنے ہی نہیں دیا... اس طرح وہاں کافی دیر لگ گئی۔"

"کتنی دیر؟"

"قریباً چار گھنٹے..."

"اس وقت رات کے ساڑھے گیارہ بجے ہیں... گویا آپ ساڑھے سات بجے وہاں چلے گئے تھے۔"

"اندازہ یہی ہے۔"

"وکیل صاحب کا نمبر کیا ہے؟"

"آپ کا مطلب ہے... فون نمبر؟"

"ہاں۔" وہ بولے۔

اس نے فون نمبر بتا دیا... ساتھ ہی پریشان ہو کر بولا۔

"لیکن یہ کیا ہے... آپ نے مجھے دروازے پر کیوں روک لیا..."

"ایک منٹ۔" وہ بولے اور موبائل پر وکیل کے نمبر ملائے۔

"کیا یہ کاظم کھوڑو صاحب کا نمبر ہے۔"

"جی ہاں بالکل... آپ کون صاحب ہیں۔"

"انسپکٹر جمشید بات کر رہا ہوں۔"

"فرمائیے... کھوڑو بات کر رہا ہوں۔"

"عابد صاحب سے بات کرا دیں ذرا۔"

"وہ جا چکے ہیں۔"

"جی... کس وقت۔"

"گیارہ بجے کے قریب یہاں سے گئے ہیں۔"

"وہ آپ کے پاس آئے کس وقت تھے۔"

"کیوں... کیا بات ہے۔" وکیل چونکا۔

"مہربانی فرما کر پہلے یہ بتا دیں... وہ آپ کے پاس کس

www.urdufans.com

وقت آئے تھے۔

"سات ساڑھے سات بجے شام کے قریب آئے... بات کیا ہے۔"

"ان کی بہن عابدہ نے بھی خودکشی کر لی ہے۔"

"کیا!!!" ادھر فون میں کاظم کھوڑو چلایا... ادھر ان کے پاس کھڑا عابد چیخا۔

"ہاں جناب... ان کے کمرے میں ان کی لاش چھت کے پنکھے سے لٹکی ہوئی پائی گئی ہے۔"

"اف مالک... یہ کیا ہوا... میں... میں آ رہا ہوں۔" وکیل نے کہا۔

"ضرور آئیں۔" وہ بولے اور فون بند کر دیا۔

"کیا... کیا یہ سچ ہے۔" عابد کے منہ سے نکلا۔

"ہاں! اندر آ جائیں۔"

وہ اسے لاش کے کمرے میں لے آئے... وہ بہت زور سے چیخا... اور پھر آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا۔

"نہیں نہیں نہیں۔" اس کے منہ سے نکلا۔

پھر اس نے دونوں ہاتھ آنکھوں پر سے ہٹا دیے... انہوں نے دیکھا... اس کی آنکھوں میں ایک آنسو بھی نہیں تھا... البتہ چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔

"ہمیں ان کے ہاتھ کی تحریر چاہیے..."

"وہ بھی لیں۔"

یہ کہہ کر وہ الماری کی طرف بڑھا اور اس میں سے ایک ڈائری نکال کر لے آیا۔ انہوں نے ڈائری میں لکھی تحریر دیکھی... وہ بالکل اس تحریر کے مطابق تھی... جو کاغذ پر لکھی ملی تھی... یعنی خودکشی کے اعتراف والی تحریر...

"یہ بھی خودکشی ثابت ہو گئی... بابر صمدانی کی بھی خودکشی ثابت ہو گئی... عابدہ کی بھی۔"

"ان دونوں کے بعد ان کی ساری دولت اور جائیداد کا مالک کون ہے؟"

"ظاہر ہے... میں ہوں گا... اس لیے کہ بھائی جان کی کوئی اولاد نہیں... نہ ان کا کوئی بھائی... نہ بہن... والدین بچپن میں فوت ہو گئے تھے... گویا لے دے کے میں رہ گیا ہوں۔"

"تب تو آپ بیٹھے بٹھائے ایک بڑی دولت کے مالک بن گئے۔"

"لیکن یہ دولت کس کام کی... بہن کے بغیر کیا مزا اس دولت کا۔" اس نے منہ بنایا۔

"ارے باپ رے۔" ایسے میں انہوں نے فرزانہ کی آواز سنی۔

"کیا ہوا بھئی۔" انسپکٹر جمشید گھبرا گئے۔

"آپ ذرا ادھر آئیں۔"

www.urdufans.com

وہ انہیں الگ ایک طرف لے آئی۔

"مجھے ایک خیال سوجھا ہے... اگر وہ درست ثابت ہو گیا... تو کیس قتل کا ثابت ہو جائے گا... اور قاتل عابد کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا۔"

"یہ تم کیسے کہہ سکتی ہو کہ قاتل عابد کے علاوہ کوئی نہیں ہو سکتا۔"

"یہ اس وکیل کی اور اس کی ملی بھگت لگتی ہے... صاف ظاہر ہے... جب عدالت میں اتنا مشہور وکیل بیان دے گا کہ سات بجے سے گیارہ بجے تک عابد میرے ساتھ رہا ہے تو کوئی عدالت کس طرح اس بیان کو جھٹلا سکے گی۔"

"ہاں! یہ بات بالکل ہو سکتی ہے... لیکن کیا تم یہ بات بتانے کے لیے ہمیں الگ اس طرف لائی ہو۔"

"نہیں... میں نے جان لیا ہے... یہ واردات خودکشی کی نہیں... قتل کی ہے۔"

"اوہو اچھا... ذرا ہم بھی تو سنیں... وہ کیسے۔"

"خبردار محمود... یہ پھر ہم سے دو ہاتھ آگے نکلنے کی تیاری کر رہی ہے۔" فاروق نے بوکھلا کر کہا۔

"ہاں لگتا ایسا ہی ہے... لیکن بھلا ہم کیا کر سکتے ہیں... ہم اسے دو ہاتھ آگے نکلنے سے نہیں روک سکتے... ہاں دماغ لڑا کر ضرور مقابلہ کر سکتے ہیں۔"

"ہاہا... جل گئے بے چارے۔" فرزانہ ہنسی۔

"پہلے کام کی بات..." انسپکٹر جمشید نے منہ بنایا۔

"خودکشی کرنے والا اکیلا ہوتا ہے... کوئی دوسرا تو اسے خودکشی میں مدد دے نہیں رہا ہوتا۔"

"واہ... بہت زبردست بات بتانے کے لیے یہ ہمیں اس طرف لائی ہے... کمال ہے۔" فاروق نے مذاق اڑایا۔

"لیکن بھئی... ابھی اس کی بات مکمل کب ہوئی ہے۔" انسپکٹر جمشید نے جھلا کر کہا۔

"چلو فرزانہ... کرو مکمل..."

"میں یہ کہہ رہی تھی کہ خودکشی کرنے والا اکیلا ہوتا ہے... تب خودکشی کرتا ہے... اب ہم فرض کر لیتے ہیں کہ وہ یہاں اکیلی تھیں... اور ان کا بھائی یہاں نہیں تھا... اب انہوں نے اس میز کو... یہ جو الٹی پڑی ہے... فرش پر پنکھے کے نیچے رکھا... اس پر کھڑی ہوئیں اور اس رسی کو پنکھے پر اچھالا... اس کا سرا نیچے آیا... انہوں نے گرہ لگائی... میز پر کھڑی ہوئیں اور پھندہ گلے میں ڈالا... گرہ کو گلے تک کس دیا... پھر پاؤں مار کر میز کو الٹ دیا... اس طرح ان کے دونوں پاؤں جھولنے لگے... اور پھندہ گلے میں پھنس گیا... ان کا سانس گھٹنے لگا... وہ مر گئیں... اگر یہ معاملہ خودکشی کا ہے تو بالکل اس طرح ہے اور یہ میز یہی کہانی سنا رہی ہے۔" فرزانہ یہاں تک کہہ کر رک گئی۔

www.urdufans.com

"حد ہو گئی... اب میز بھی کہانیاں سنانے لگی۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"لیکن ایسا نہیں ہوا۔"

"خدا کا شکر ہے... میز نے کہانی نہیں سنائی۔"

"یار چپ رہو۔" انسپکٹر جمشید جھلائے۔

"کیا آپ فرزانہ کی باتوں میں دلچسپی لے رہے ہیں۔"

"ہاں! مجبوری ہے... مکمل ہونے پر ہی کچھ کہہ سکوں گا..."

"شکریہ ابا جان... فاروق کا کیا ہے... اسے تو ادھر ادھر کی باتیں کرنے کے سوا آتا ہی کیا ہے۔" فرزانہ جل گئی۔

"یہ سراسر الزام ہے..."

"ہاں خیر... یہی کہا جا سکتا ہے... لیکن تم پہلے فرزانہ کو بات پوری کر لینے دو... پھر ضرور اس کی ٹانگ لیتے رہنا۔" محمود نے برا سا منہ بنایا۔

"ہاں فرزانہ آگے چلو... اگر یہ خودکشی کی واردات ہے تو پھر بالکل ایسا ہے..."

"لیکن یہ خودکشی کی واردات نہیں ہے... اس لیے ایسا نہیں ہوا۔" فرزانہ مسکرائی۔

"بہت خوب! وضاحت کرو۔"

"کیا میں اس میز کو سیدھا کر سکتی ہوں... اس کی تصاویر

لی جا چکی ہیں۔"

"ہاں! بالکل۔"

فرزانہ میز کی طرف گئی اور اس کو بالکل پھندے کے نیچے کر دیا...

"عابدہ صاحبہ کا قد مجھ سے چھوٹا ہے... میں اکیلی ہی میز پر کھڑی ہو رہی ہوں۔" یہ کہہ کر وہ میز پر کھڑی ہو گئی... لیکن پھندہ اس کے سر سے اوپر رہا...

"ارے! یہ کیا۔" فاروق بول اٹھا۔

"یہی میں دکھانا چاہتی تھی... اس اونچائی سے اگر وہ رسی سے لٹک رہی تھی... تو اس میز پر تو ان کے پاؤں لگ ہی نہیں رہے تھے..."

"اوہ... اوہ... اوہ۔" ان کے منہ سے حیرت زدہ انداز میں نکلا۔

"لہٰذا صاف ظاہر ہے... پہلے اس کا گلا گھونٹا گیا... پھر رسی لٹکائی گئی اور اس پھندے میں اس کی گردن ڈال کر پھندے کی گرہ کو کس دیا گیا... اس میز کو الٹا دیا گیا... تاکہ یہ خودکشی ہی نظر آئے... خودکشی کا ڈراما ہرگز نظر نہ آئے۔"

"بہت خوب فرزانہ... شاندار... تم نے یہ بات واقعی ثابت کر دی کہ یہ قتل ہے..." وہ بلند آواز میں پکارے۔

دور کھڑے عابد اور اکرام وغیرہ نے ان کا جملہ سن لیا۔

www.urdufans.com

اس سے پہلے وہ دبی آواز میں باتیں کر رہے تھے۔

"کیا... کیا مطلب؟" وہ چلائے۔

"آپ بھی نزدیک آجائیں۔"

وہ نزدیک آگئے... اب جو انہوں نے وضاحت کی تو وہ اچھل پڑے۔

"لہٰذا یہ قتل ہے... اور اگر یہ قتل ہے تو پھر باہر صدائی صاحب کو بھی قتل کیا گیا ہے۔"

"نن... نہیں... نہیں۔" عابد چیخا۔

"اور سب سے زیادہ شک کی نظر میں آتے ہیں مسٹر عابد۔"

"لیکن کیوں... میں تو اس دعوت میں تھا ہی نہیں... اور یہاں بھی نہیں تھا۔"

"یہی ہمیں دیکھنا ہے کہ یہ کام آپ نے آخر کیسے کیا۔"

"اور ان تحریروں کا آپ کیا کریں گے... باہر صاحب اور عابدہ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تحریریں تو کہہ رہی ہیں... کہ ان دونوں نے خودکشی کی ہے۔"

"اگر عابدہ صاحبہ نے خودکشی کی ہوتی تو اس پھندے کی اونچائی... اتنی ہوتی کہ میز پر کھڑے ہونے کے صورت میں پھندا گلے میں ڈالا جا سکتا... لہٰذا ہم دیکھ چکے ہیں کہ پھندہ تو فرزانہ کے گلے میں بھی نہیں آیا... جب کہ فرزانہ ان سے لمبی ہے۔"

"کچھ بھی کہہ لیں... ان دونوں واردا توں سے میرا دور کا

بھی تعلق نہیں۔"

"ہم ابھی مزید تفتیش کریں گے... جب تک معاملہ آئینے کی طرح صاف نہیں ہو جاتا... آپ کو گرفتار نہیں کریں گے... لیکن آپ شہر سے باہر ہرگز نہ جائیں... اور گھر تک محدود رہیں... تاکہ ہم جب چاہیں آپ سے پوچھ گچھ کر سکیں۔"

"اچھی بات ہے۔"

"اور اگر آپ نے ادھر ادھر ہونے کی کوشش کی تو آپ کی یہ کوشش فرار ہونے کے برابر خیال کی جائے گی اور آپ کو گرفتار کر لیا جائے گا۔"

"جی بہت بہتر... لیکن آپ خدا کے لیے یقین کریں... یہ میں نے نہیں کیا ہے۔"

اگر یہ کام آپ کا نہیں ہے... تو پھر آپ کو فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں... اب ہم چلیں گے۔"

اس نے جواب میں کچھ نہ کہا... بس فکر مند ان کی طرف دیکھتا رہ گیا... کار میں بیٹھتے ہوئے انسپکٹر جمشید نے کہا

"ہمیں جائزہ لینا ہوگا... غور کرنا ہوگا... اس بات کا امکان ہے کہ یہ قاتل نہ ہو... لیکن زیادہ امکان یہ ہے کہ یہ قاتل ہے۔"

"اس کے علاوہ بھلا اور کون قاتل ہو سکتا ہے۔"

"دوسرے نمبر پر جو شخص قاتل ہو سکتا ہے... وہ ہیں سردار

www.urdufans.com

جمالی صاحب... پہلا واقعہ ان کی کوٹھی کے لان میں پیش آیا... سردار جمالی بادر صمدانی کے کاروباری شریک ہیں۔ دونوں برابر کے حصے دار ہیں، بادر کے مرنے کی صورت میں اب کاروبار کون چیک کرے گا... ایک طرح سے سردار جمالی ہی مالک بن جائیں گے۔"

"نن نہیں... اس بات کو دل نہیں مانتا۔"

"تب پھر... کیا کوئی تیسرے نمبر پر بھی قاتل ہو سکتا ہے۔"

"لان میں بادر کی میز پر بیٹھے ہوئے چار آدمیوں میں سے کوئی ایک قاتل ہو سکتا ہے... لہٰذا ہم پہلے سرمد طافوری سے ملیں گے... کیونکہ تمام مہمانوں میں صرف ان کا بیان یہ ہے کہ انہوں نے بادر صمدانی کو شیشی منہ میں الٹتے دیکھا تھا۔"

"لیکن ان کے پاس قتل کی وجہ کوئی نہیں... پھر بھی ان سے ملنا تو چاہیے۔" محمود نے کہا۔

"ملنا تو ہمیں دلشاد خان، احسان احمد اور شاید نیاز بیگ سے بھی پڑے گا... ہو سکتا ہے، ان میں سے کسی کے پاس قتل کی کوئی وجہ موجود ہو..."

"اگر یہ دونوں وارداتیں قتل کی ہیں... تب قاتل کے پاس وجہ موجود ہے... ارے... یہ... یہ کیا۔"

فاروق بہت زور سے اچھلا... اس کی آنکھوں میں حیرت پھیل گئی۔

... سامنے کی بات

ان تینوں نے اسے حیران ہو کر دیکھا:

"کیا ہوا بھائی... اس بری طرح تو نہ اچھلا کرو... دوسرے ڈر جاتے ہیں۔" فرزانہ نے برا سا منہ بنایا۔

"وہ... وہ... وہ مارا۔" فاروق اور زور سے چلا اٹھا۔

"حد ہو گئی... کیوں ہمیں پریشان کرنے پر تل گئے ہو... کسی اور چیز پر نہیں تل سکتے۔" محمود جھلا کر بولا۔

"تل تو میں کسی چیز پر بھی نہیں سکتا..." فاروق مسکرایا۔

"ہائیں... اب تم مسکرا بھی رہے ہو۔"

"ہاہاہا..." اس نے قہقہہ لگایا۔

"اب قہقہہ لگانے پر اتر آئے... کہیں مینڈکی کو زکام تو نہیں ہو گیا۔"

"کم از کم مسٹر مینڈک تو کہو۔" محمود ہنسا۔

"اڑا لو... جتنا چاہے مذاق اڑا لو... آج کا دن تمہاری شکست کا دن ہے۔"

"آخر کیسے... پتا بھی تو چلے۔"

www.urdufans.com

"ارے بھئی.. بالکل سامنے کی بات ہے، قاتل میرے سامنے ہے۔"

"نن نہیں... تمہارے سامنے تو میں ہوں۔" انسپکٹر جمشید گھبرا گئے۔

باقی لوگ مسکرا دیے۔

"قاتل اب بالکل میرے سامنے ہے... اور ہم بالکل سامنے کی بات کو بھی نظر انداز کر بیٹھے ہیں۔"

"آخر وہ سامنے کی بات کیا ہے۔" انسپکٹر جمشید نے حیران ہو کر کہا۔

"کیا واقعی ابا جان... آپ نے اب تک سامنے کی بات کو محسوس نہیں کیا۔"

"نہیں... ابھی تک نہیں محسوس کیا۔"

"میں یہ تو جان گیا ہوں کہ قاتل کون ہے... لیکن یہ نہیں جان سکا... قتل کا مقصد کیا ہے۔"

"تم سامنے کی بات مجھے بتا دو... قتل کا مقصد میں بتا دوں گا۔" وہ مسکرائے۔

اور پھر فاروق نے سامنے کی بات بتا دی۔ تینوں زور سے اچھلے۔

"بالکل ٹھیک فاروق... حد ہو گئی... ہم کیوں یہ بات خود نہ سوچ سکے... عقلوں پر پردہ پڑنا اسی کو کہتے ہیں..."

"تب پھر... اب کیا کریں۔"

"ارے ہاں... اب آپ قتل کی وجہ بتائیں۔"

انہوں نے وجہ بتا دی... وہ سر ہلانے پر مجبور ہو گئے۔

"واقعی... اس کے سوا اور کیا وجہ ہو سکتی ہے... خیر... اب کیا کرنا ہے۔"

"پہلے ان صاحب کی نگرانی کریں گے تاکہ معاملہ صاف ہو جائے اور جب ہم اس پر ہاتھ ڈالیں... تو وہ یہ نہ کہہ سکے... ہمارے پاس اس کے خلاف کوئی ثبوت نہیں اور یہ کہ ہمیں وہم ہوا ہے۔"

"بالکل ٹھیک۔"

اب انسپکٹر جمشید نے اکرام کو چند ہدایات دیں... پھر وہ اٹھ کھڑے ہوئے...

"آؤ چلیں... اکرام اپنا کام کرے گا... ہم اپنا۔"

وہ وہاں سے نکل کر دلشاد خان کے پاس آئے... اس نے گرم جوشی سے ان کا استقبال کیا۔

"ہم نے آپ کو زحمت دی۔"

"ایسی کوئی بات نہیں۔" وہ مسکرایا۔

ڈرائنگ روم میں پہنچنے کے بعد انسپکٹر جمشید بولے

"سردار جمالی کے لان میں آپ پہلے آدمی تھے... جن کی آواز ہم نے سنی تھی۔"

www.urdufans.com

"جی... جی ہاں شاید۔" وہ پریشان ہو کر بولے۔

"آپ نے کہا تھا... کہ انہوں نے تو ابھی کھانے کی کسی چیز کو ہاتھ تک نہیں لگایا... نہ انہوں نے پانی پیا... اور آپ نے یہ بات اس لیے اتنے یقین سے کہی تھی کہ آپ ان کے سامنے بیٹھے تھے۔"

"ہاں! یہی بات ہے... تو پھر۔"

"زہر اگر کھانے میں نہیں ملایا گیا... پانی کے ذریعے نہیں دیا گیا تو آخر کس طرح دیا گیا۔"

"بھلا میں کیا بتا سکتا ہوں... یہ جاننا تو آپ کا کام ہے۔"

"آپ نے درست کہا... باہر صمدانی آپ کے بالکل سامنے تھے... درمیان میں میز تھی... میز پر کھانا سجا تھا... یہی بات ہے نا۔"

"بالکل یہی بات ہے جناب۔"

"آپ کے ساتھ کون بیٹھا تھا... میرا مطلب ہے ساتھ والی کرسی پر۔"

"میرے ساتھ والی کرسی پر شاہد نیازی تھے، ان کے بعد سرمد طافوری... پھر باہر صمدانی اور ان کی دوسری طرف احسان احمد..."

"گویا احسان احمد باہر صمدانی کے بائیں طرف تھے اور سرمد طافوری دائیں طرف۔"

"بالکل ٹھیک۔"

"کیا آپ نے ان دونوں میں سے کسی کو کوئی حرکت کرتے دیکھا۔"

"جی نہیں... بالکل نہیں مجھے تو بس صرف یہ بات معلوم ہے کہ انہوں نے کوئی چیز کھائی نہیں تھی... کہ یہ کہا جا سکے... انہیں کھانے میں یا پانی میں زہر دیا گیا ہے۔"

"ہوں ٹھیک ہے... آپ کا شکریہ۔" یہ کہہ کر وہ اٹھ کھڑے ہوئے...

"کیا آپ لوگ اب تک کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکے۔"

"پہنچ تو چکے ہیں... مزید اب اطمینان کر رہے ہیں۔"

"کیا یہ معاملہ خودکشی کا ہے؟"

"نہیں... قتل کا۔"

"ارے باپ رے... کیا آپ یہ سوچ رہے ہیں کہ انہیں میں نے قتل کیا ہے۔"

"ہاں۔" فاروق نے فوراً کہا۔

"کیا!!!"

"میں نے کہا ہے... ہاں... اس لیے کہ آپ چاروں میں سے کوئی ایک قاتل ہو سکتا ہے... یا سردار جمالی قاتل ہو سکتے ہیں۔"

"لیکن عابد کیوں قاتل نہیں ہو سکتا۔" دلشاد خان نے

www.urdufans.com

جل کر کہا۔

"کیا مطلب... آپ عابد کے بارے میں کیا جانیں۔"

"اگر میں سردار جمالی کا دوست ہو سکتا ہوں تو کیا بابر صمدانی کا نہیں ہو سکتا۔"

"اوہ... تو آپ ان کے بھی دوست ہیں۔"

"بہت زیادہ... بلکہ سردار جمالی سے زیادہ میں بابر کا دوست تھا... ان کے گھر میں اکثر آتا جاتا تھا... کیا سمجھے... آپ۔" اس نے عجیب سے انداز میں کہا۔

"سمجھ گئے... تو پھر وہاں آپ کی ملاقات عابد سے ہوتی ہو گی۔"

"بالکل... کیوں نہیں... اور میں آپ کو یہ بات یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ اگر قتل ہے تو یہ کام اس کا ہے... میں نے اس کی آنکھوں میں بے چارے بابر کے لیے نفرت ہی نفرت دیکھی ہے۔"

"اوہ... اچھا..."

"ہاں! میں نے اس بات کا ذکر ایک بار بابر سے بھی کیا تھا... انہوں نے جواب میں کہا تھا۔ میں جانتا ہوں... عابد مجھ سے نفرت کرتا ہے... لیکن وہ میری بیوی کا بھائی ہے... میں اسے اپنے گھر میں رکھنے پر مجبور ہوں... اسے نکالتا ہوں تو میری بیوی ناراض ہوتی ہے۔"

"کیا واقعی... انہوں نے یہ بات کہی تھی۔"

"بالکل کہی تھی... مجھے بھلا جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت، میرا تو اس معاملے سے کوئی تعلق سرے سے ہو ہی نہیں سکتا۔" اس نے کہا۔

"یہ تو خیر نہیں کہا جا سکتا۔" فاروق مسکرایا۔

"کیا مطلب... کیا نہیں کہا جا سکتا۔" اس نے حیران ہو کر پوچھا۔

"یہ کہ اس معاملے سے آپ کا کوئی تعلق سرے سے نہیں ہو سکتا۔"

"تو کیا آپ کے خیال میں میرا اس معاملے سے کوئی تعلق ہو سکتا ہے۔"

"بالکل ہو سکتا ہے..."

"خیر... آپ تعلق ثابت کر دیجئے گا... میں آپ کو مان جاؤں گا۔"

"شکریہ... مطلب یہ کہ آپ کے خیال میں یہ کام اگر کسی کا ہو سکتا ہے تو عابد کا۔"

"بالکل۔" اس نے فوراً کہا۔

"لیکن جناب... وہ مہمانوں میں شامل نہیں تھا... اور نہ گھر میں اس کی موجودگی ثابت ہو سکتی ہے۔"

"گھر میں... کیا مطلب... یہ گھر میں موجودگی ثابت نہ

www.urdufans.com

کرنے کی کیا بات ہے۔"

"اس کی بہن نے بھی خودکشی کر لی ہے... اور خودکشی کرتے وقت وہ گھر میں نہیں تھا... شہر کے ایک مشہور وکیل کاظم کھوڑو کے پاس تھا۔"

"نہیں... نہیں..." وہ چلا اٹھا... آنکھوں میں حیرت اور خوف دوڑ گیا۔

"اب آپ کو کیا ہوا؟"

"کھوڑو... ایک نمبر کا چار سو بیس وکیل ہے۔"

"اگر اس نے آپ کے یہ الفاظ سن لیے تو مقدمہ دائر کر دے گا آپ پر۔" فاروق مسکرایا۔

"اوہ ہاں! یہ تو ہے... خیر وہ یہاں کہاں۔"

"آپ نے شاید سنا نہیں... دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں۔" محمود بول اٹھا۔

"اچھی بات ہے... میں آئندہ یہ بات منہ سے نہیں نکالوں گا... آپ اس سے ذکر نہ کیجیے گا۔"

"ٹھیک ہے... آپ کا شکریہ... آپ نے ہمیں بہت وقت دیا۔"

یہ کہہ کر وہ اٹھ کھڑے ہوئے اب وہ سرمد طاقوری کے گھر پہنچے... اس نے بھی گرم جوشی سے استقبال کیا... اطمینان سے بیٹھنے کے بعد انسپکٹر جمشید نے سوال کیا۔

"آپ کو اطلاع مل چکی ہو گی۔"

"کک... کون سی اطلاع؟" اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"باہر صمدانی کی بیوی عابدہ نے بھی خودکشی کر لی۔"

"نن نہیں... نہیں۔" وہ چلا اٹھا۔

"ہاں جناب! یہی بات ہے... دعوت کے وقت آپ بھلا باہر صمدانی کے کس طرف بیٹھے تھے۔"

"میں ان کے دائیں طرف تھا..."

"تو آپ نے انہیں زہر کھاتے دیکھا تھا۔"

"ہاں! لیکن میں سمجھا تھا، وہ دوا پی رہے ہیں۔" اس نے کہا۔

"ہاں! یہی بات ہے... آپ کے خیال میں باہر کی موت سے اور عابدہ کی موت سے کسے فائدہ پہنچے گا۔"

"باہر صمدانی کے سالے... عابد کو... اس کے علاوہ اور کسے فائدہ پہنچ سکتا ہے بھلا۔" اس نے برا سا منہ بنایا۔

"اس کے بعد..."

"اس کے بعد کیا؟"

"میرا مطلب ہے کہ اگر یہ کام اس کا نہ ثابت ہو تو پھر کسے فائدہ پہنچے گا۔"

"یہ کام جس کا بھی ہے... فائدہ تو اسی کو پہنچے گا۔"

www.urdufans.com

"آپ ٹھیک کہتے ہیں... لیکن آپ میرا مطلب نہیں سمجھے۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"میں ٹھیک بھی کہتا ہوں اور میں آپ کا مطلب بھی نہیں سمجھا... یہ کیا بات ہوئی۔"

"ایسا بھی ہوتا ہے۔" فاروق بول پڑا۔

انسپکٹر جمشید نے اسے گھورا... پھر بولے۔

"میرا مطلب تھا... فرض کیا عابد کو باہر اور ان کی بیوی کے قتل کے جرم میں گرفتار کر لیا جاتا ہے۔ اس صورت میں فائدہ کسے پہنچے گا۔"

"اوہ... اوہ... اوہ۔" وہ بری طرح اچھلا... آنکھوں میں بلا کی حیرت دوڑ گئی پھر بولا۔

"ہاں واقعی... یہ تو بہت خوفناک سوال ہے۔"

"اور اس کا جواب بھی اتنا ہی خوفناک ہوگا۔" فاروق مسکرایا۔

"یار تم چپ رہو... ہاں تو طاہری صاحب آپ سوال کا جواب دیں۔"

"اس صورت میں صرف اور صرف سردار جمالی کو فائدہ پہنچتا ہے... کیونکہ یہ پورے کاروبار کا اکیلا مالک ہوگا۔"

"شکریہ... ہم لوگ بھی بالکل اسی نتیجے پر پہنچے ہیں۔"

"آپ کا مطلب ہے... یہ کام سردار جمالی کا ہے۔"

"میں نے یہ نہیں کہا... یہ کہا ہے کہ اگر ان دونوں واردا توں کے سلسلے میں عابد پھنس جائے تو فائدہ صرف سردار جمالی کو پہنچے گا۔"

"اس میں تو کوئی شک نہیں... لیکن سردار جمالی ایسے آدمی نہیں ہیں۔"

"کوئی نہ کوئی تو ایسا آدمی ہے نا جناب... جس نے یہ کام دکھایا ہے۔"

"لیکن کیوں... معاملہ خودکشی کا کیوں نہیں ہو سکتا۔"

"پہلی بات تو یہ کہ خودکشی کے لیے ایسی جگہ نہیں چنی جاتی... اگر باہر صدا نی کسی وجہ سے خودکشی کرنا چاہتے تھے... تو یہ کام وہ زیادہ اطمینان سے اپنے گھر میں کر سکتے تھے... وہاں انہیں روکنے یا بچانے کی کوشش کرنے والا بھی کوئی نہ ہوتا... لیکن کیا وجہ کہ اس کام کے لیے انہوں نے بھری محفل کو پسند کیا... جب کہ خودکشی کوئی اچھا کام نہیں ہے... بلکہ یہ بدترین کام ہے... خودکشی کرنے والے کی تو بخشش بھی نہیں ہوتی... اور وہ جہنم میں خود کو اسی طرح ہلاک کرتا رہے گا... جس طرح اس نے دنیا میں خود کو ختم کیا تھا۔"

"اللہ اپنا رحم فرمائے۔" طاہری کانپ گیا۔

"لہٰذا یہ بات یقین سے کہی جا سکتی ہے کہ یہ خودکشی نہیں تھی... اور پھر اب تو یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ ان کی بیوی نے بھی

www.urdufans.com

خود کشی نہیں کی... بلکہ انہیں قتل کیا گیا ہے...''
''ہیں کیا... یہ بات ثابت ہو گئی ہے۔''
''ہاں... قاتل سے وہاں ایک زبردست غلطی ہو چکی ہے... جس کا ذکر ہم پھر کسی وقت کریں گے۔''
''اللہ اپنا رحم فرمائے... تب تو بے چارا عابد مارا گیا۔''
''یا پھر سردار جمالی۔'' محمود نے مسکرا کر کہا۔
''ہاں گویا ان دونوں میں سے کوئی ایک مجرم ہے۔''
''ہم اس کیس پر اپنا کام بس ختم کرنے ہی والے ہیں۔''
''میں آپ کی کامیابی کے لیے دعا گو ہوں۔''
''شکریہ... اب ہم چلیں گے۔''

یہاں سے وہ احسان احمد کے پاس پہنچے... وہ انہیں دیکھ کر مسکرائے، اور بولے۔

''میں جانتا تھا... آپ لوگ آئیں گے... یہ معاملہ قتل کا ہے... خود کشی کا ہرگز نہیں ہے... میں بدر صدائی کو اچھی طرح جانتا ہوں... وہ ایسے آدمی نہیں تھے کہ خود کشی کر لیتے... انہوں نے تو اپنی زندگی میں بہت محنت کی... مزدور کی طرح کام کیا ہے ... ایسا آدمی بھلا خود کشی کر سکتا ہے۔''
''بالکل نہیں کر سکتا... آپ ان کی دائیں طرف بیٹھے تھے یا بائیں طرف۔''
''میں... ہاں یاد آیا میں بائیں طرف تھا... کیوں، اس سے

کیا فرق پڑتا ہے۔''
''ہم اس بات کا جائزہ لے رہے ہیں کہ... خیر جانے دیں... یہ بتائیں گے کہ ہم کس بات کا جائزہ لے رہے ہیں۔''
''تو کیا آپ مجھ پر شک کر رہے ہیں۔'' اس نے چونک کر ان کی طرف دیکھا۔
''شک کی بات نہ کریں... ہم جب کسی کیس پر کام کرتے ہیں تو خود پر بھی شک کرتے ہیں کہ کہیں یہ جرم ہم نے تو نہیں کیا۔''
''آپ مذاق کر رہے ہیں۔'' وہ ہنسا۔
''جی نہیں... کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم کسی کو بھی شک سے بری خیال نہیں کرتے۔''
''ارے باپ رے... گویا آپ یہ جائزہ لے رہے ہیں کہ یہ جرم کہیں میں نے تو نہیں کیا۔''
''ہم ہر ایک کے بارے میں یہ جائزہ لیتے ہیں۔''
''خیر... کوئی بات نہیں... آپ ضرور لیں جائزہ۔''
''زہر کی شیشی بدر کے دائیں ہاتھ میں تھی اور گلاس بائیں میں... لہٰذا اگر سردار طافوری نے اسے شیشی منہ میں الٹتے دیکھا تھا تو اس کا یہ بیان درست ہو سکتا ہے... کیونکہ وہ اس کے بائیں ہاتھ سے بالکل نزدیک تھا۔''
''لیکن اگر یہ بات ہے تو پھر کیس خود کشی کا بنتا ہے۔''

www.urdufans.com

"اور یہ بات ہم ماننے کے لیے تیار نہیں... کیونکہ اس کی بیوی نے خودکشی نہیں کی... جب کہ اس قتل کو بھی خودکشی کا رنگ دیا گیا ہے... اب ظاہر ہے... باہر نے بھی خودکشی نہیں کی اور اس کے قتل کو خودکشی کا رنگ دینے کی کوشش کی گئی ہے..."

"میرا بھی یہی خیال ہے... یہ دونوں کیس قتل کے ہیں۔"

"اور آپ کے خیال میں قاتل کون ہے۔"

"بھلا میں کیسے جان سکتا ہوں۔"

"اس سارے کیس میں سب سے زیادہ شک کی زد میں آتا ہے باہر کا سالا... عابد... کیونکہ اب اس کی ساری جائیداد کا مالک وہ ہے... اور اس کے بعد شک کی زد میں آتے ہیں سردار جمالی... کیونکہ قتل کے جرم میں اگر سالے صاحب پکڑے گئے تو پھر سردار جمالی ہر چیز کے مالک بن جاتے ہیں۔"

"ارے واہ... یہ بات تو پھر آئینے کی طرح صاف ہو جاتی ہے۔" احسان احمد اچھل پڑا۔

"ہاں! لہٰذا آپ کل شام سات بجے سردار جمالی کے ہاں آجائیں... وہاں ہم بھی ہوں گے اور باقی لوگ بھی... ہم مجرم کو بے نقاب کریں گے۔"

"گویا آپ اسی نتیجے پر پہنچے ہیں۔"

"اور ہم کس نتیجے پر پہنچیں..." وہ مسکرائے۔

اب وہ شاہد نیازی کے ہاں پہنچے... اس نے انہیں دیکھ کر

اسامنہ بنایا۔

"میں آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتا... مجھے اس بارے میں کچھ معلوم نہیں ہے۔"

"لیکن آپ ہمارے سوالات کے جوابات تو دے سکتے ہیں۔"

"خیر... پوچھیں..."

"آپ میز پر کس کے ساتھ بیٹھے تھے۔"

"میں سرمد طاہری اور دلشاد خان کے درمیان تھا..."

"آپ نے انہیں زہر کی شیشی منہ میں ڈالتے ہوئے نہیں دیکھا۔"

"بالکل نہیں۔"

"آپ ٹھیکیداری کرتے ہیں..." انہوں نے پوچھا۔

"جی... جی ہاں... لیکن اس سوال کا مطلب؟"

"آپ سوال نہ کریں... سوال ہمیں کرنے دیں... آپ کا سردار جمالی سے کیا رشتہ ہے..."

"جی... میرا... کوئی رشتہ نہیں... ہم صرف دوست ہیں۔"

"ٹھیکیداری کرنے کے لیے آپ نے ان سے کوئی بڑی رقم قرض لی تھی۔"

"یہ آپ کو کس نے بتایا..."

www.urdufans.com

"اور آپ نے آج تک ان کی رقم لوٹائی نہیں۔" انسپکٹر نے جیسے اس کا سوال سنا ہی نہیں۔

"آپ کو یہ بات بتائی کس نے۔"

"کسی نے بھی نہیں۔" وہ مسکرائے۔

"تو کیا آپ غیب کا علم جانتے ہیں۔"

"غیب کا علم اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی نہیں جانتا۔"

"پھر آپ کو کیسے معلوم ہوا؟"

"کیا سردار جمالی نے اپنی رقم کا آپ سے مطالبہ کیا کبھی۔"

"نہیں... کبھی نہیں کیا لیکن آپ کو یہ بات بتائی کس نے۔"

"آپ کو خوف ہے... کبھی وہ اپنی رقم کا مطالبہ نہ کر لیں۔ کیا میں غلط کہہ رہا ہوں اور آپ اس پریشانی میں ہیں... لہٰذا آپ نے سوچا... باد صمدانی کو قتل کر دیں... صاف ظاہر ہے... ان کے قتل کا شک فوری طور پر سردار جمالی پر جائے گا... آپ پر کوئی شک نہیں کرے گا... پھر آپ اس قتل کے جرم سے بچنے میں ان کی مدد کریں گے... اور ان پر احسان کا بوجھ لاد دیں... تاکہ پھر وہ کبھی اپنی رقم کا مطالبہ نہ کریں... وہ رقم جو ایک کروڑ کے برابر ہے۔"

"اب میری حیرت اور بڑھ گئی ہے... آخر آپ بتاتے کیوں نہیں... یہ باتیں آپ کو کس نے بتائی ہیں۔"

"وہ رقم سردار جمالی نے اپنے پاس سے نہیں دی تھی... بلکہ خود بنک سے حاصل کر کے آپ کو دی تھی... لہٰذا یہ بات ہم سے چھپی نہیں رہ سکتی تھی۔"

"اوہ... اوہ... لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ میں نے انہیں قتل کر دیا ہے... ہرگز نہیں اور پھر اب تو اس کی بیوی کی بھی لاش مل گئی ہے... صاف ظاہر ہے... یہ جرم اس کے سالے عابد نے کیا ہے۔"

"شکریہ اکل شام سات بجے سردار جمالی کی کوٹھی پر ہم سب لوگوں کے سامنے بتائیں گے کہ یہ جرم کس نے کیا ہے... آپ کو بھی وہاں آنا ہے... اگر آپ نہیں آئے تو پھر ہم آپ کو پولیس کے ذریعے بلوا سکتے ہیں۔"

"اور میں کیوں نہیں آؤں گا بھلا... کیا میرا دماغ خراب ہے۔"

"یہ تو ہمیں معلوم نہیں۔" فاروق پٹ سے بولا۔

"کیا معلوم نہیں۔" اس نے فاروق کو گھورا... جیسے کچا ہی تو چبا جائے گا۔

"یہ کہ آپ کا دماغ خراب ہے یا نہیں۔"

"حد ہو گئی..." وہ جھلا اٹھا۔

"آؤ بچو چلیں... فاروق بڑوں سے اس طرح نہیں بولتے..."

www.urdufans.com

"اوہ سوری ابا جان۔"

"سوری ان سے بولو۔"

"سوری سر۔"

"ہوں... کوئی بات نہیں۔" اس نے جھلا کر کہا اور وہ باہر نکل آئے۔

"یار تم ہر ایک پر جلدی چست کرنے لگ جاتے ہو۔"

"آپ سے بھی سوری بول تو چکا ہوں۔" اس نے منہ بنایا۔

اور وہ مسکرا دیے... دوسرے دن شام سات بجے سب لوگ سردار جمالی کے ہاں میں موجود تھے... وہ سب انسپکٹر جمشید کی طرف دیکھ رہے تھے... آخر انہوں نے کہنا شروع کیا۔

"آپ سب کو یہاں اس لیے جمع کیا گیا ہے کہ بتایا جائے... باہر صمدانی نے خودکشی نہیں کی... نہ ان کی بیوی نے خودکشی کی... دونوں کو قتل کیا گیا ہے۔"

"اوہ... اوہ۔"

"آپ کے پاس اس بات کا ثبوت کیا ہے۔" عابدہ نے برا سا منہ بنایا... اسے بھی یہاں آنے کی دعوت دی گئی تھی۔

"ہاں! کیوں نہیں... اس بات کا ثبوت بھی پیش کیا جائے گا... ہم جب باہر صمدانی کے گھر پہنچے... تو عابدہ کی لاش کرسی سے لٹکے ہوئے دیکھا... اس کا ایک سرا پنکھے میں کسا گیا تھا، دوسرے

سرے کا پھندہ بنا کر گلے میں ڈالا گیا تھا، خودکشی کرنے والا کسی میز پر چڑھ کر پھندے کو گلے میں ڈالتا ہے... اور پیر مار کر میز گرا دیتا ہے... اس طرح اس کا جسم گلے میں پڑی رسی سے لٹک جاتا ہے... گلا گھٹ جاتا ہے... لیکن یہاں ایسا نہیں ہوا..."

"آپ کو پہلے باہر کی خودکشی ثابت کرنا چاہیے تھی۔" سردار جمالی نے منہ بنا کر کہا۔

"ان کی باری بھی آ رہی ہے... اچانک ہم میں سے کسی نے محسوس کیا کہ عابدہ زیادہ لمبے قد کی نہیں ہیں... میری چچی فرزانہ ان سے لمبے قد کی ہے... اور رسی جو لٹک رہی ہے... اس کا پھندہ اگر گلے میں ڈالا جائے تو پاؤں میز پر آنے چاہئیں... تبھی کوئی میز کو ٹھوکر مار سکتا ہے... چنانچہ تجربہ کیا گیا... میز تو رسی کے نیچے رکھا گیا... فرزانہ اس پر کھڑی ہوئی اور آپ لوگوں یہ سن کر حیرت ہو گی کہ فرزانہ کا سر رسی تک نہیں پہنچ سکا... گلا تو دور کی بات ہے... پھر عابدہ کا گلا رسی تک کیسے پہنچ گیا۔ جب کہ ان کا قد تو فرزانہ سے چھوٹا ہے... مطلب یہ ہے کہ یہ خودکشی نہیں... قتل تھا... کسی نے اسے پہلے بے ہوش کیا... پھر اس کو اٹھا کر پہلے سے لٹکائے گئے پھندے میں اس کا گلا پھنسا دیا اور اس کو چھوڑ دیا... اگر یہ خودکشی ہوتی... تو پھر اس کا پھندہ میز پر کھڑی عابدہ کی گردن تک آنا چاہیے تھا... لہٰذا ہمارے پاس وہ رسی موجود ہے... وہ میز بھی محفوظ ہے... اس رسی کی کل لمبائی اتنی بنتی ہے کہ

www.urdufans.com

دونوں طرف گرہ لگنے کے بعد بھی کوئی عابدہ جتنا لمبا آدمی خود اپنے ہاتھوں سے پھندہ گلے میں ڈال لے..."

"نن... نہیں... نہیں۔" کئی لوگ چلا اٹھے۔

اب ان سب کی آنکھوں میں حیرت تھی...

"حد ہو گئی... بھئی واہ... یہ ہے سراغرسانی۔" سرمد طاقوری نے تعریف کی۔

"شکریہ جناب بہت بہت... گویا آپ... اس وضاحت کو سمجھ گئے... اور ہم نے یہ بات ثابت کر دی کہ عابدہ نے خودکشی نہیں کی... انہیں تو قتل کیا گیا ہے۔"

"جی ہاں بالکل۔" سردار جمالی نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"اب سنئے... اگر عابدہ کا کیس خودکشی کا نہیں ہے... تو پھر بابر صمدانی کا کیس خود بخود قتل کا ثابت ہو گیا۔"

"کیا مطلب... یہ... یہ کیسے؟"

"اصل مقصد تو صرف بابر صمدانی کو قتل کرنا تھا... عابدہ کو اس لیے قتل کیا گیا کہ جائیداد کے اس وارث کا کانٹا بھی نکل جائے اور پوری جائیداد کا مالک صرف اور صرف ایک شخص بن جائے۔"

"کیا... نہیں... نہیں۔" عابد بری طرح چلا اٹھا۔

"آپ ذرا آرام سے بیٹھیں۔ اس قدر زور سے نہ

لائیں۔"

"آپ بالکل غلط سوچ رہے ہیں... م... میں نے ایسا کچھ نہیں کیا... آپ کے پاس کیا ثبوت ہے کہ یہ قتل میں نے کیے ہیں... بھلا میں کیوں اپنی پیاری بہن کو قتل کرتا... اگر یہ میرا خصوصہ ہوتا تو میں صرف بابر کو قتل کرتا... بہن تو پہلے ہی مجھ پر جان چھڑکتی تھی... کیا بابر بھائی کے مرنے کے بعد میری بہن دولت کو مجھ سے دور رکھتی... نہیں... وہ تو تجوری کا دروازہ کھول دیتی اور کہتی... یہ سب تمہارا ہے... میری کون سی اولاد ہے... تم میری اولاد کی طرح ہی ہو..." وہ کہتا چلا گیا۔

"آپ پہلے سن لیں... پھر بات کریں..." سردار جمال صاحب... بابر کے قتل کے بعد تمام کاروبار اب آپ کے ہاتھ میں آگیا ہے... اور عابدہ کے بعد اب آپ کے حصے دار عابد بن گئے ہیں... لیکن عابد صاحب ان دونوں کے قتل کے جرم میں گرفتار کر لیے جائیں تو یہ ساری دولت کس کی ہو گی۔"

"کک... کیا... کیا مطلب... یہ... یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں... میں اپنے دوستوں کا بہت احترام کرتا ہوں... آپ مجھ پر الزام لگانا چاہتے ہیں... کہ یہ دونوں قتل میں نے کیے ہیں... تاکہ ان کے قتل کے جرم میں عابد پھنس جائے تو دولت میری ہو جائے... حد ہو گئی... کیا آپ نے مجھے اس قدر لالچی پایا ہے۔"

"انسان کو پہچاننا بہت مشکل ہے جناب... یہاں اچھے

www.urdufans.com

اچھے لوگ دھوکا کھا جاتے ہیں، بہت بھولے بھالے اور مخلص لوگ
آنے والے لوگ بھی بعض اوقات قاتل نظر آتے ہیں۔"

"اف مالک... کیا... کیا آپ مجھے قاتل ثابت کرنے
پروگرام بنا کر آئے ہیں۔"

"ہم لوگ زبردستی کسی کو قاتل ثابت نہیں کرتے... جو
قاتل ہوتا ہے... ہم صرف اس کو قاتل بناتے ہیں اور صرف اس
کے خلاف ثبوت پیش کرتے ہیں... اس بار کے قاتل کی ایک
نشانی یہ ہے کہ وہ بہت شیخی خور ہے... اس نے خوب ڈھنڈورا پیٹا
اس بات کا کہ ہم لوگ اس کیس کے مجرم کو گرفتار نہیں کر سکتے
حالانکہ قتل ہمارے سامنے ہوا ہے... غالباً یہ شیخی بگھارنے کا
مطلب صرف یہ تھا کہ ہم لوگ بس فوراً عابد کو گرفتار کر لیں، اس کو
جرم ثابت کر دیں... لیکن قاتل سے بہت بھول ہوئی... پہلی بات
تو یہ کہ عابد قتل کے وقت شہر کے مشہور وکیل کاظم کھوڑو کے پاس
تھے... دوسری بات یہ کہ قاتل صاحب اگر عابد کو پھنسوانا چاہتے
تھے تو عابد کی کوئی چیز تو عابدہ کے آس پاس چھوڑتے..."

"نن نہیں... نہیں... نہیں۔" سردار جمالی چلائے۔

"لیکن ایسا بھی نہیں ہے... ہمیں وہاں سے کوئی چیز نہیں
ملی... اور اس وقت ہمیں سامنے کی ایک بات نظر آگئی..."

"کیا مطلب؟"

"اس کیس میں ایک بالکل سامنے کی بات موجود ہے...

اس سامنے کی بات کی موجودگی میں ہم قاتل کے سوا کسی کو گرفتار
کر ہی نہیں سکتے... اور اس منصوبے میں یہ سامنے کی بات سب سے
بڑی غلطی تھی... ورنہ عابد تو پھنس ہی گیا تھا... عدالت اس کے
دوست کی گواہی کو نظر انداز کر دیتی... یہاں کوٹھی میں موجود نہ
ہوتے تو بھی نظر انداز کر دیتی... کیونکہ آج کل ایسے گرائے کے
قاتل مل جاتے ہیں۔"

"ہوں... بات تو ٹھیک ہے..." عابد پہلی بار خوش ہو کر
بولا... یوں لگا جیسے مردہ جسم میں جان پڑ گئی ہو۔

"ارے باپ رے... لوگو کچھ کرو... انسپکٹر جمشید زبردستی
مجھے قاتل بنائے دے رہے ہیں۔" سردار جمالی بولے۔

"لیکن ابھی آپ نے یہ نہیں پوچھا... وہ سامنے کی بات کیا
ہے۔"

"آپ اپنی سامنے کی بات ضرور بتائیں... لیکن اس بات کو
سن لیں... یہ جرم میں نے نہیں کیے۔"

"آپ پہلے سن لیں... پھر فیصلہ ان سب پر اور آپ پر
چھوڑ دیں گے ہم۔" انسپکٹر جمشید طنزیہ انداز میں مسکرائے۔

"اان میں جب بابر صمدانی میز پر اوندھے منہ گر گئے...
یہاں ایک صاحب نے نعرہ لگایا تھا... یہ کہ انہوں نے بابر صاحب
کو زہر کھاتے دیکھا ہے... یعنی شیشی منہ میں الٹتے دیکھا ہے... آپ
حضرات کو یاد ہے... یہ کس نے کہا تھا..."

www.urdufans.com

وہ سب ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے... لیکن کسی کو
دنہ آیا... آخر انسپکٹر جمشید نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"کم از کم جس نے کہا تھا... اسے تو یہ بات یاد ہونی
چاہیے۔"
"یہ میں نے کہا تھا۔" سرمد طاہوری نے کہا۔
"بالکل ٹھیک کہا... لیکن جب ہم پر یہ بات بالکل واضح ہو
گئی کہ عابدہ نے خودکشی نہیں کی... تو یہ بات بھی خود بخود واضح
ہو گئی کہ بابر صمدانی نے بھی خودکشی نہیں کی۔ اور جب اس نے خود
کشی نہیں کی تو وہ زہر کی شیشی کیسے منہ میں الٹ سکتا تھا... لہٰذا یہ
آپ کا جھوٹ تھا... صاف اور واضح جھوٹ... اور یہ جھوٹ آپ
نے اس لیے بولا تھا کہ ہم اس معاملے کو خودکشی خیال کر لیں...
عابدہ کے قتل کو بھی آپ نے خودکشی کا رنگ دیا... لیکن رسی کے
کے سلسلے میں مار کھا گئے... آپ نے منصوبہ تو بہت زبردست
ترتیب دیا تھا... لیکن اس پورے منصوبے میں رسی کی لمبائی والے
معاملے میں زبردست بھول ہوئی اور آپ کو یہ بھی نہیں کہنا چاہیے
تھا... کہ آپ نے بابر صمدانی کو زہر کھاتے دیکھا ہے... لہٰذا ہم آپ
کو گرفتار کرتے ہیں... آپ ہیں ہمارے مجرم۔"
"کیا!!!" سب لوگ بری طرح چلائے... اب ان کی
آنکھیں مارے حیرت کی پھیل گئیں اور منہ کھلے کے کھلے رہ گئے۔
"نن... نہیں... نہیں..." اس کے منہ سے مارے

خوف کے نکلا۔
"اور وہ تحریریں... جو دونوں مرنے والوں کے پاس سے
ملیں۔" اکرام بول اٹھا۔
"ہاں!... وہ تحریریں کسی ماہر سے لکھوائی گئی تھیں...
پوسٹ مارٹم کی رپورٹ نے زہر کی سوئی ران میں لگنے کی کہانی سنا
رہی ہے... ہمارے مجرم نے پہلے زہر کی سوئی بابر کی ران میں
چبھوئی، ساتھ ہی زہر کی شیشی اس کے ہاتھ میں تھما دی... اور
دوسرے ہاتھ میں کاغذ تھما دیا۔ پھر خود اعلان بھی کر دیا... کہ
انہوں نے بابر کو زہر پیتے دیکھا تھا..."
"اف مالک... لیکن... لیکن... اس نے ایسا کیوں کیا۔"
"ان کا کاروبار بھی... وہی ہے... جو آپ کا ہے... لیکن
کاروباری دنیا میں آپ ان کی نسبت بہت زیادہ کامیاب ہیں... اس
جرم سے یہ اور نفع حاصل کر سکتے تھے... قتل کے جرم میں گرفتار
ہوتے تو آپ کا کاروبار تو ہو گیا تھا تباہ... دوسرا مقصد جلنا حسد
کرنا... جسے بس خدا واسطے کا بیر کہتے ہیں... بلاوجہ جلتے ہیں... ورنہ
بار بار وہ فون کیوں کرتے... اور میرا خیال ہے... یہ سارا منصوبہ
ان کا اپنا ترتیب دیا ہوا نہیں تھا... یہ انہوں نے کسی سے بنوایا تھا...
اس کا نام بھی یہ پولیس اسٹیشن چل کر اگل دیں گے... اسے بھی
گرفتار کر لیا جائے گا... ہمیں ایسے لوگوں کے بارے میں پہلے سے
اندازے ہیں... معلومات ہیں... لیکن ثبوت نہ ہونے کی بنا پر ہم

www.urdufans.com

ان پر ہاتھ نہیں ڈال سکتے... اب ایسے کم از کم ایک شخص کے بارے میں تو ثبوت مل ہی گیا... بہتر ہو گا... مسٹر آپ اس کا نام بتا ہی دیں۔"

"ہاں! اب میں کیا کروں گا... جب کہ... اس کم بخت کے کمزور منصوبے کی وجہ سے آج میں یہ دن دیکھ رہا ہوں... اپنا معاوضہ الگ اس نے کھرا کر لیا تھا... لہٰذا اس کا نام ہے کاظم کھوڑو۔"

"کیا!!!" اس بار عابد بہت زور سے اچھلا... اس کی آنکھیں مارے حیرت کے پھیل گئیں۔

"چلئے اس کیس کا بھی قصہ ختم ہوا ہے... ان کیسوں میں بس یہی بری بات ہے... جب دیکھو ان کا قصہ ختم ہو جاتا ہے... اور دوسری بری بات یہ ہے کہ ادھر ایک کیس ختم ہوتا ہے... تو ادھر دوسرا شروع ہو جاتا ہے... ہے کوئی تک۔"

فاروق کے جھلائے ہوئے انداز نے ان سب کو ہنسنے پر مجبور کر دیا۔

بک پیلس ☆ لائبریری
ٹاؤن شپ لاہور فون 844854